1602

آیت نمبر (23 تا 26)

ن ع ج

(س) نَعَجًا — خالص سفید رنگ ہونا۔

نَعْجَةٌ — ج نِعَاجٌ۔ بھیڑ۔ زیر مطالعہ آیت۔23۔24۔

ترجمہ:

اِنَّ هٰذَآ	اَخِيْ قف	لَهٗ	تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ	نَعْجَةً	وَّلِيَ
بیشک یہ	میرا بھائی ہے	اس کے لئے	ننانوے	بھیڑیں ہیں	اور میرے لئے

نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ قف	فَقَالَ	اَكْفِلْنِيْهَا	وَعَزَّنِيْ	فِي الْخِطَابِ ۲۳
ایک بھیڑ ہے	پھر اس نے کہا	تو میری کفالت میں دے اس کو	اور وہ غالب ہوا مجھ پر	بات میں

قَالَ	لَقَدْ ظَلَمَكَ	بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ	اِلٰى نِعَاجِهٖ ط
انہوںؑ نے کہا	بیشک اس نے ظلم کیا ہے تجھ پر	تیری بھیڑ کو مانگنے سے	اپنی بھیڑوں کی طرف

وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْخُلَطَآءِ	لَيَبْغِيْ	بَعْضُهُمْ	عَلٰى بَعْضٍ	اِلَّا الَّذِيْنَ
بیشک شریک کاروں میں سے اکثر	یقیناً زیادتی کرتے ہیں	ان کا کوئی	کسی پر	سوائے ان کے جو

اٰمَنُوْا	وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ	وَقَلِيْلٌ مَّا	هُمْ ط	وَظَنَّ دَاوٗدُ
ایمان لائے	اور عمل کئے نیکیوں کے	اور بہت ہی تھوڑے ہیں	وہ لوگ	اور گمان کیا داودؑ نے

اَنَّمَا	فَتَنّٰهُ	فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ	وَخَرَّ
کہ کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	ہم نے آزمائش میں ڈالا انؑ کو	تو انہوں نے مغفرت مانگی اپنے رب سے	اور وہ گر پڑے

رَاكِعًا	وَّاَنَابَ ۲۴ السجدۃ	فَغَفَرْنَا	لَهٗ	ذٰلِكَ ط
عاجزی سے جھکنے والے ہوتے ہوئے	اور انہوں نے رجوع کیا	تو ہم نے معاف کیا	ان کے لئے	اس (بات) کو

وَاِنَّ لَهٗ	عِنْدَنَا	لَزُلْفٰى	وَحُسْنَ مَاٰبٍ ۲۵	يٰدَاوٗدُ	اِنَّا جَعَلْنٰكَ
اور بیشک ان کے لئے ہے	ہمارے پاس	یقیناً زیادہ قریب ہونا	اور ٹھکانے کا حسن	اے داودؑ	بیشک ہم نے بنایا آپؐ کو

خَلِيْفَةً	فِي الْاَرْضِ	فَاحْكُمْ	بَيْنَ النَّاسِ	بِالْحَقِّ	وَلَا تَتَّبِعِ
خلیفہ	زمین میں	تو آپؐ فیصلہ کریں	لوگوں کے درمیان	حق کے ساتھ	اور آپؐ پیروی مت کریں

الْهَوٰى	فَيُضِلَّكَ	عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ط	اِنَّ الَّذِيْنَ	يَضِلُّوْنَ
من مانی (بات) کی	نتیجۃً وہ بھٹکا دے گی آپؐ کو	اللہ کی راہ سے	بیشک جو لوگ	بھٹکتے ہیں

عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌۢ	بِمَا	نَسُوْا	1602 يَوْمَ الْحِسَابِ ۝٢٦ ع
اللہ کی راہ سے	ان کے لیے ایک شدید عذاب ہے	بسبب اس کے جو	انہوں نے بھلایا	اِس حساب کے دن کو

نوٹ۔1

ان آیات میں باری تعالیٰ نے حضرت داوٗدؑ کا واقعہ جس انداز میں بیان کیا ہے اس سے صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی عبادت گاہ میں دو فریقوں کو بھیج کر ان کا کوئی امتحان کیا تھا۔ حضرت داوٗدؑ نے اس پر متنبہ ہو کر استغفار کیا اور سجدے میں گر پڑے اور اللہ تعالیٰ نے ان کی مغفرت فرما دی۔ قرآن کریم کا اصل مقصد چونکہ یہاں یہ بیان کرنا ہے کہ حضرت داوٗدؑ ہر معاملہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع فرماتے تھے اور کبھی ذرا سی لغزش بھی ہو جائے تو فوراً استغفار کرتے تھے، اس لئے یہاں تفصیل بیان نہیں کی گئی کہ وہ امتحان کیا تھا۔ (معارف القرآن)۔ رہے وہ قصے جو تفسیر کی بعض کتابوں میں نقل ہوئے ہیں ان کی نسبت ہماری دعا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو معاف کرے جو اپنی کتابوں میں ان کو نقل کرنے کے مرتکب ہوئے ہیں۔ (تدبر قرآن)

حضرت تھانویؒ نے اس آزمائش کی تشریح اس طرح فرمائی ہے کہ مقدمہ کے دو فریق دیوار پھاند کر داخل ہوئے اور طرز مخاطبت بھی انتہائی گستاخانہ اختیار کیا کہ شروع ہی میں حضرت داوٗدؑ کو انصاف کرنے اور ظلم نہ کرنے کی نصیحت شروع کر دی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا یہ امتحان لیا کہ وہ شہنشاہی جلال میں آ کر ان کو گستاخی کی سزا دیتے ہیں یا پیغمبرانہ عفو و تحمل سے کام لے کر ان کی بات سنتے ہیں۔ حضرت داوٗدؑ اس امتحان میں پورے اترے لیکن اتنی سی فروگذاشت ہو گئی کہ فیصلہ سناتے وقت ظالم کو خطاب کرنے کے بجائے مظلوم کو مخاطب فرمایا جس سے ایک گونہ جانبداری مترشح ہوئی تھی مگر اس پر فوراً متنبہ ہوئے اور سجدے میں گر گئے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف فرما دیا۔ بعض مفسرین نے لغزش کی یہ تشریح کی ہے کہ حضرت داوٗدؑ نے مدعا علیہ (ظالم) کا بیان سنے بغیر صرف مدعی (مظلوم) کی بات سن کر اپنی نصیحت میں ایسی بات فرما دی جس سے مدعی کی تائید ہوتی تھی، حالانکہ پہلے مدعا علیہ سے پوچھنا چاہیے تھا کہ اس کا مؤقف کیا ہے۔ اسی بات پر متنبہ ہو کر وہ سجدہ ریز ہوئے۔ (معارف القرآن) ان ہی آیات میں حضرت داوٗدؑ کو معاف کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کو جو نصیحت کی ہے وہ یہ ہے کہ اے داوٗدؑ ہم نے آپ کو زمین میں خلیفہ بنایا ہے تو آپ لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کیا کریں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں جس لغزش کی طرف اشارہ ہے اس کا تعلق مقدمہ سے ہے۔ اب اس کا تو امکان نہیں ہے کہ حضرت داوٗدؑ سے نعوذ باللہ کوئی غلط فیصلہ ہو گیا ہوگا۔ اس لئے یہی معلوم ہوتا ہے کہ مقدمہ سننے اور فیصلہ کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ طریقہ کار کے اطلاق میں کہیں کوئی خلا یا جھول رہ گیا تھا جس کا حضرت داوٗدؑ کو خود بھی احساس ہو گیا تھا۔ اس لحاظ سے مذکورہ بالا تشریحات میں کافی وزن محسوس ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔

آیت نمبر 27 تا 29

ترجمہ:

وَمَا خَلَقْنَا	السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ	وَمَا بَيْنَهُمَا
اور ہم نے نہیں پیدا کیا	اِس آسمان کو اور اس زمین کو	اور اس کو جو ان دونوں کے درمیان ہے

بَاطِلًا ؕ	ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا ۚ	فَوَيْلٌ	لِّلَّذِيْنَ
بے مقصد	یہ ان لوگوں کا گمان ہے جنہوں نے	انکار کیا	تو تباہی ہے	ان کے لئے جنہوں نے

كَفَرُوْا	مِنَ النَّارِ ۝٢٧	اَمْ نَجْعَلُ	الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	1602 وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
انکار کیا	آگ سے	کیا ہم بنائیں گے	ان کو جو	ایمان لائے	اور انہوں نے عمل کئے نیکیوں کے

كَالْمُفْسِدِيْنَ فِي الْاَرْضِ	اَمْ نَجْعَلُ	الْمُتَّقِيْنَ	كَالْفُجَّارِ ۝٢٨
اِس زمین میں نظم بگاڑنے والوں کے جیسا	یا ہم بنائیں گے	تقویٰ اختیار کرنے والوں کو	فاجروں کے جیسا

كِتٰبٌ	اَنْزَلْنٰهُ	اِلَيْكَ	مُبٰرَكٌ	لِّيَدَّبَّرُوْٓا
(یہ) ایک کتاب ہے	ہم نے اتارا جس کو	آپؐ کی طرف	جو برکت دی ہوئی ہے	تاکہ یہ لوگ غور وفکر کریں

اٰيٰتِهٖ	وَلِيَتَذَكَّرَ	اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝٢٩
اس کی آیتوں میں	اور تاکہ نصیحت حاصل کریں	خالص عقل والے

نوٹ۔1

ان آیات میں اسلام کے بنیادی عقائد، خاص طور سے آخرت کا اثبات کیا گیا ہے۔ یہ آیات حضرت داوٗدؑ اور حضرت سلیمانؑ کے واقعات کے درمیان انتہائی لطیف ترتیب کے ساتھ آئی ہیں۔ اگر کوئی شخص ہٹ دھرمی کی وجہ سے نہ سمجھ رہا ہو تو حکیمانہ طریقہ یہ ہے کہ زیر بحث موضوع چھوڑ کر کوئی دوسری بات شروع کر دی جائے اور جب اس کا ذہن پہلی بات سے ہٹ جائے تو باتوں ہی باتوں میں اسے پھر پہلی بات کی طرف لا یا جائے۔ یہاں آخرت کے اثبات کے لئے یہی طریقہ اختیار کیا گیا ہے۔ حضرت داوٗدؑ کے واقعہ سے پہلے کفار کی ہٹ دھرمی کا ذکر چل رہا تھا جو اس آیت پر ختم ہوا کہ اے ہمارے رب تو حساب کے دن سے پہلے ہی ہمارا حساب چکا دے۔ (آیت۔16) اس کا حاصل یہ تھا کہ یہ لوگ آخرت کا انکار کرتے اور اس کا مذاق اڑاتے ہیں۔ اس کے فوراً بعد یہ ارشاد ہوا کہ ان کی باتوں پر صبر کیجئے اور ہمارے بندے داوٗدؑ کو یاد کیجئے۔ اس طرح ایک نئی بات شروع کر دی گئی، لیکن حضرت داوٗدؑ کے واقعہ کو اس بات پر ختم کیا گیا کہ اے داوٗدؑ ہم نے تم کو زمین پر خلیفہ بنایا ہے۔ لہٰذا تم لوگوں میں انصاف سے فیصلہ کرتے رہنا۔ یہاں ایک غیر محسوس طریقے پر آخرت کا اثبات کر دیا گیا کہ جو ذات زمین میں اپنے خلیفہ کو عدل وانصاف قائم کرنے میں حکم دے رہی ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ بدکاروں کو سزا ملے اور نیکوں کو راحت، کیا وہ خود اس کائنات میں عدل و انصاف قائم نہیں کرے گی؟ یقیناً اس کی حکمت کا تقاضہ یہ ہے کہ وہ اچھے اور برے لوگوں کو ایک لاٹھی سے ہانکنے کے بجائے بدکاروں کو سزا دے اور نیکوکاروں کو انعام دے۔ یہی اس کائنات کی تخلیق کا مقصد ہے اور اس مقصد کی تکمیل کے لئے قیامت اور آخرت کا وجود ناگزیر ہے۔ جو لوگ آخرت کا انکار کرتے ہیں وہ گویا زبان حال سے یہ کہتے ہیں کہ یہ کائنات بے مقصد پیدا کر دی گئی ہے اور اس میں اچھے برے تمام لوگ زندگی گزار کر مر جائیں گے اور پھر ان سے کوئی پوچھنے والا نہ ہوگا۔ حالانکہ انسانی عقل اس کو تسلیم نہیں کرتی۔

(معارف القرآن)

آیت نمبر (30 تا 40)

ص ف ن

صُفُوْنًا — گھوڑے کا تین ٹانگوں پر کھڑا ہونا اور چوتھی ٹانگ کے کُھر کا صرف سرا زمین پر ٹکانا۔ جب چلیں تو نہایت تیز رفتار۔

صَافِنٌ — ج صَافِنٰتٌ۔ تین ٹانگوں پر کھڑا ہونے والا گھوڑا۔ تیز رفتار گھوڑا۔ زیر مطالعہ آیت۔31۔

ر خ ی

(س) رَخَا — نرم ہونا۔آسان ہوا۔

رُخَاءً — نرمی۔ہوا کی ایسی نرمی جو کسی چیز کو نہ ہلائے۔زیر مطالعہ آیت۔36

ترجمہ:

وَوَهَبْنَا	لِدَاوٗدَ	سُلَيْمٰنَ ؕ	نِعْمَ الْعَبْدُ ؕ	اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ؕ﴿۳۰﴾
اور ہم نے عطا کیا	داؤدؑ کو	سلیمانؑ	کیا ہی اچھا بندہ	بیشک وہ بار بار رجوع کرنے والے تھے

اِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ	بِالْعَشِيِّ	الصّٰفِنٰتُ الْجِيَادُ ۙ﴿۳۱﴾	فَقَالَ	اِنِّيْۤ اَحْبَبْتُ
جب پیش کئے گئے انؑ پر	شام کو	بہترین تیز رفتار گھوڑے	تو انہوںؑ نے کہا	کہ میں نے محبت کی

حُبَّ الْخَيْرِ	عَنْ ذِكْرِ رَبِّيْ ۚ	حَتّٰى تَوَارَتْ	بِالْحِجَابِ ﴿۳۲﴾
اس مال کے پیار سے	اپنے رب کی یاد کے سبب سے	یہاں تک کہ وہ (گھوڑے) چھپ گئے	اوٹ میں

رُدُّوْهَا	عَلَيَّ ؕ	فَطَفِقَ مَسْحًۢا	بِالسُّوْقِ	وَالْاَعْنَاقِ ﴿۳۳﴾
تم لوگ لوٹاؤ ان (گھوڑوں) کو	مجھ پر	تو وہ ہاتھ پھیرنے لگے	پنڈلیوں پر	اور گردنوں پر

وَلَقَدْ فَتَنَّا	سُلَيْمٰنَ	وَاَلْقَيْنَا	عَلٰى كُرْسِيِّهٖ	جَسَدًا
اور بیشک ہم آزمائش میں ڈال چکے	سلیمانؑ کو	اور ہم نے ڈالا	ان کے تخت پر	ایک بے جان جسم

ثُمَّ اَنَابَ ﴿۳۴﴾	قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ	وَ	هَبْ	لِيْ	مُلْكًا
پھر انہوں نے رجوع کیا	انہوں نے کہا اے میرے رب بخش دے مجھ کو	اور	تو عطا کر	مجھ کو	ایک ایسی سلطنت جو

لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ	مِّنْۢ بَعْدِيْ ۚ	اِنَّكَ اَنْتَ	الْوَهَّابُ ﴿۳۵﴾
کسی ایک کے (بھی) لائق نہ ہو	میرے بعد	بیشک تو ہی	بار بار عطا کرنے والا ہے

فَسَخَّرْنَا لَهُ	الرِّيْحَ	تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖ	رُخَآءً	حَيْثُ اَصَابَ ۙ﴿۳۶﴾
تو ہم نے مطیع کیا ان کے لئے	ہوا کو	وہ چلتی تھی ان کے حکم سے	نرمی کے ساتھ	جہاں وہ پہنچے

وَالشَّيٰطِيْنَ	كُلَّ بَنَّآءٍ	وَّغَوَّاصٍ ۙ﴿۳۷﴾	وَّاٰخَرِيْنَ	مُقَرَّنِيْنَ
اور شیطانوں کو	سارے معماروں کو	اور غوطہ خوروں کو (مطیع کیا)	اور کچھ دوسروں کو (بھی)	باندھے ہوئے

فِي الْاَصْفَادِ ﴿۳۸﴾	هٰذَا عَطَآؤُنَا	فَامْنُنْ	اَوْ اَمْسِكْ
بیڑیوں میں	یہ ہماری بخشش ہے	تو (اب) آپؐ احسان کریں (کسی پر)	یا آپؐ روک لیں (کسی سے)

بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۹﴾	وَاِنَّ لَهٗ	عِنْدَنَا	لَزُلْفٰى	وَحُسْنَ مَاٰبٍ ع﴿۴۰﴾
کسی حساب کتاب کے بغیر	اور بیشک ان کے لئے ہے	ہمارے پاس	یقیناً زیادہ قریب ہونا	اور ٹھکانے کا حسن

نوٹ۔1

آیات۔31۔32۔33۔ کے ترجمہ اور تفسیر میں اختلاف ہے۔ ایک گروہ کا یہ مطلب بیان کرتا ہے[1602] کہ حضرت سلیمانؑ گھوڑوں کے معاملہ میں اس قدر مشغول ہوئے کہ عصر کی عبادت بھول گئے یہاں تک کہ سورج چھپ گیا۔ تب انہوں نے گھوڑوں کو واپس لانے کا حکم دیا اور تلوار سے ان کو قربان کرنا شروع کر دیا کیونکہ وہ ذکر الٰہی سے غفلت کا موجب بن گئے تھے۔ یہ تفسیر اگرچہ بعض اکابر مفسرین نے کی ہے لیکن یہ اس وجہ سے قابل ترجیح نہیں ہے کہ اس میں مفسر کو تین باتیں اپنی طرف سے بڑھانی پڑتی ہیں جن کا کوئی ماخذ نہیں ہے۔ اولاً وہ فرض کرتا ہے کہ حضرت سلیمانؑ کی عصر کی عبادت اس شغل میں چھوٹ گئی۔ حالانکہ اِنِّیْٓ اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَیْرِ عَنْ ذِکْرِ رَبِّیْ کا ترجمہ یہ تو کیا جاسکتا ہے کہ میں نے اس مال کو اتنا پسند کیا کہ اپنے رب کی یاد سے غافل ہو گیا لیکن اس میں عصر کی کوئی خاص عبادت مراد لینے کے لئے کوئی قرینہ نہیں ہے۔ ثانیاً وہ یہ بھی فرض کرتا ہے کہ سورج چھپ گیا۔ حالانکہ یہاں سورج کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ حَتّٰی تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ کے الفاظ پڑھ کر آدمی کا ذہن الصّٰفِنٰتُ الْجِیَادُ کی طرف منتقل ہوتا ہے۔ ثالثاً وہ یہ بھی فرض کرتا ہے کہ حضرت سلیمانؑ نے گھوڑوں کی پنڈلیوں اور گردنوں پر خالی مسح نہیں کیا بلکہ تلوار سے مسح کیا حالانکہ قرآن میں بالسیف کے الفاظ نہیں ہیں۔ اور کوئی قرینہ بھی ایسا موجود نہیں ہے جس کی بنا پر مسح سے مسح بالسیف مراد لیا جاسکے اصول یہ ہے کہ قرآن کے الفاظ سے زائد کوئی مطلب لینا چار ہی صورتوں میں درست ہوسکتا ہے۔ یا تو قرآن ہی کی عبارت میں اس کے لئے کوئی قرینہ موجود ہو۔ یا قرآن میں کسی دوسرے مقام پر اس کی طرف کوئی اشارہ ہو۔ یا کسی حدیث میں اس اجمال کی شرح ملتی ہو یا اس کا اور کوئی قابل اعتبار ماخذ ہو، مثلاً تاریخ کا معاملہ ہو تو تاریخ میں تفصیلات ملتی ہوں یا آثار کائنات کا ذکر ہے تو مستند علمی تحقیقات سے اس کی تشریح ہو رہی ہو، وغیرہ۔ یہاں ان میں سے کوئی بھی بات موجود نہیں ہے۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (41 تا 48)

ح ن ث

(س) حِنْثًا (1) باطل کی طرف مائل ہونا۔ نافرمانی کرنا۔ (2) قسم توڑنا۔ زیر مطالعہ آیت۔44۔

حِنْثٌ نافرمانی۔ گناہ۔ ﴿وَكَانُوْا يُصِرُّوْنَ عَلَى الْحِنْثِ الْعَظِيْمِ ﴾ (56/الواقعہ:46) ’’اور وہ لوگ اڑتے تھے اس بڑے گناہ پر۔‘‘

ترجمہ:

وَاذْكُرْ	عَبْدَنَآ	اَيُّوْبَ	اِذْ نَادٰى	رَبَّهٗٓ	اَنِّىْ	مَسَّنِىَ
اور آپؐ یاد کریں	ہمارے بندے	ایوبؑ کو	جب انہوں نے پکارا	اپنے رب کو	کہ میں ہوں کہ	چھوا مجھ کو
الشَّيْطٰنُ	بِنُصْبٍ	وَّعَذَابٍ ﴿41﴾	اُرْكُضْ	بِرِجْلِكَ	هٰذَا	مُغْتَسَلٌ
شیطان نے	تکلیف سے	اور عذاب سے	آپؐ رگڑیں	اپنے پیر سے	یہ	نہانے کی جگہ ہے

بَارِدٌ	وَّشَرَابٌ ﴿42﴾	وَوَهَبْنَا	لَهٗٓ اَهْلَهٗ	وَمِثْلَهُمْ	مَّعَهُمْ
ٹھنڈا کرنے والی ہے	اور پینے کی چیز ہے	اور ہم نے عطا کئے	اس کو اس کے گھر والے	اور ان کے جیسے	ان کے ساتھ

رَحْمَةً مِّنَّا	وَذِكْرٰى	لِاُولِى الْاَلْبَابِ ﴿43﴾	وَخُذْ بِيَدِكَ
ہماری طرف سے رحمت ہوتے ہوئے	اور یاددہانی ہوتے ہوئے	خالص عقل والوں کے لئے	اور آپؐ پکڑیں اپنے ہاتھ میں

ضِغۡثًا	فَاضۡرِبۡ بِّهٖ	وَلَا تَحۡنَثۡ ؕ	اِنَّا وَجَدۡنٰهُ	1602 صَابِرًا ؕ
ایک مٹھی گھاس	پھر آپؑ ماریں اس سے	اور آپؑ قسم مت توڑیں	بیشک ہم نے پایا ان کو	صبر کرنے والا

نِعۡمَ الۡعَبۡدُ ؕ	اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ﴿۴۴﴾	وَاذۡكُرۡ عِبٰدَنَاۤ	اِبۡرٰهِيۡمَ وَاِسۡحٰقَ وَيَعۡقُوۡبَ
کیا ہی اچھا بندہ	بیشک وہ بار بار رجوع کرنے والے تھے	اور آپؑ یاد کریں ہمارے بندوں کو	ابراہیمؑ کو اور اسحاقؑ کو اور یعقوبؑ کو

اُولِى الۡاَيۡدِىۡ	وَالۡاَبۡصَارِ ﴿۴۵﴾	اِنَّاۤ اَخۡلَصۡنٰهُمۡ	بِخَالِصَةٍ
جو قوت والے تھے	اور بصیرت والے تھے	بیشک ہم نے الگ کیا (ممتاز کیا) ان سب کو	ایک خالص (بات) سے

ذِكۡرَى الدَّارِ ۚ ﴿۴۶﴾	وَاِنَّهُمۡ عِنۡدَنَا	لَمِنَ الۡمُصۡطَفَيۡنَ الۡاَخۡيَارِ ﴿۴۷﴾
جو اس (آخرت کے) گھر کی یاد دہانی تھی	اور بیشک وہ سب ہمارے پاس	یقیناً چنے ہوئے بہت خیر والوں میں سے تھے

وَاذۡكُرۡ	اِسۡمٰعِيۡلَ وَالۡيَسَعَ وَذَا الۡكِفۡلِ ؕ	وَكُلٌّ	مِّنَ الۡاَخۡيَارِ ﴿۴۸﴾
اور آپؑ یاد کریں	اسمٰعیلؑ کو اور الیسعؑ کو اور ذوالکفلؑ کو	اور وہ سب	بہت خیر والوں میں سے تھے

نوٹ۔1

قرآن کریم میں اتنا تو بتایا گیا ہے کہ حضرت ایوبؑ کو ایک شدید قسم کا مرض لاحق ہو گیا تھا لیکن اس مرض کی نوعیت نہیں بتائی گئی احادیث میں بھی اس کی کوئی تفصیل نہیں ملتی۔ البتہ بعض آثارِ صحابہؓ میں اس کی تفصیل ملتی ہے لیکن وہ قابل اعتماد نہیں۔

(معارف القرآن)

نوٹ۔2

قرآن مجید کے الفاظ سے یہ بات صاف ظاہر ہوتی ہے کہ حضرت ایوبؑ نے بیماری کی حالت میں ناراض ہو کر کسی کو مارنے کی قسم کھائی تھی اور اس قسم میں انہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ اتنے کوڑے ماروں گا۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان کو صحت عطا فرمائی تو ان کو یہ پریشانی لاحق ہوئی کہ قسم پوری کرتا ہوں تو ایک بے گناہ کو مارنا پڑے گا اور قسم توڑتا ہوں تو یہ بھی ایک گناہ ہے۔ اس مشکل سے اللہ تعالیٰ نے ان کو اس طرح نکالا کہ انہیں حکم دیا کہ ایک جھاڑو لو جس میں اتنے ہی تنکے ہوں جتنے کوڑے مارنے کی تم نے قسم کھائی تھی اور اس جھاڑو سے اس شخص کو بس ایک ضرب لگا دو تاکہ تمہاری قسم بھی پوری ہو جائے اور اسے ناروا تکلیف بھی نہ پہنچے۔ بعض لوگوں نے اس آیت کو حیلہ شرعی کے لئے دلیل قرار دیا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ وہ ایک حیلہ ہی تھا جو حضرت ایوبؑ کو بتایا گیا تھا۔ لیکن وہ کسی فرض سے بچنے کے لئے نہیں بلکہ ایک برائی سے بچنے کے لے بتایا گیا تھا۔ لہٰذا شریعت میں صرف وہی حیلے جائز ہیں جو آدمی کو اپنی ذات سے یا کسی دوسرے شخص سے گناہ اور برائی کو دفع کرنے کے لئے اختیار کئے جائیں۔ ورنہ حرام کو حلال کرنے یا فرائض کو ساقط کرنے یا نیکی سے بچنے کے لئے حیلہ سازی گناہ در گناہ ہے۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (49 تا 54)

ترجمہ:

هٰذَا ذِكۡرٌ ؕ	وَاِنَّ لِلۡمُتَّقِيۡنَ	لَحُسۡنَ مَاٰبٍ ﴿۴۹﴾
یہ ایک یاد دہانی ہے	اور بیشک تقویٰ اختیار کرنے والوں کے لئے	یقیناً ٹھکانے کا حسن ہے

جَنّٰتِ عَدۡنٍ	مُّفَتَّحَةً	لَّهُمُ	الۡاَبۡوَابُ ۚ ﴿۵۰﴾	مُتَّكِـِٕيۡنَ	فِيۡهَا
عدن کے باغات ہیں	کھولے ہوئے ہیں	ان کے لئے	(اس کے) دروازے	ٹیک لگا کر بیٹھنے والے ہوتے ہوئے	ان میں

يَدَّعُوْنَ	فِيْهَا	بِفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ	وَّشَرَابٍ ﴿٥١﴾	وَعِنْدَهُمْ	قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ
وہ لوگ طلب کریں گے	ان میں	بہت سے میوے	اور مشروبات	اور ان کے پاس ہوں گی	آنکھ کی پلک کو نیچا رکھنے والیاں

اَتْرَابٌ ﴿٥٢﴾	هٰذَا مَا	تُوْعَدُوْنَ	لِيَوْمِ الْحِسَابِ ﴿٥٣﴾
ہم جھولیاں	یہ وہ ہے جو	تم لوگوں سے وعدہ کیا گیا	حساب کتاب کے دن کے لئے

اِنَّ هٰذَا	لَرِزْقُنَا	مَا لَهٗ	مِنْ نَّفَادٍ ﴿٥٤﴾
بیشک یہ	ہماری بخشش ہوگی	نہیں ہوگا جس کے لئے	کبھی بھی ختم ہونا

نوٹ۔1

انبیاء علیہم السلام کے واقعات سنانے کے بعد خلاصہ بحث سامنے رکھ دیا ہے کہ یہ ایک یاددہانی ہے۔ یعنی یہ محض ماضی کے قصے نہیں ہیں بلکہ تمہارے لئے بھی یہ درس موعظت ہیں اور یہ یاد رکھو کہ خدا کے ہاں اچھا ٹھکانہ خدا سے ڈرنے والوں ہی کے لئے ہے۔ (تدبر قرآن)

آیت نمبر (55 تا 64)

ق ح م

(ن) قَحْمًا بلا سوچے سمجھے داخل ہونا۔ بلا تامل کود پڑنا۔

(افتعال) اِقْتِحَامًا کسی تکلیف دہ جگہ میں گھس جانا۔ ﴿فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ﴾ (90/البلد:11) ''تو وہ بلا تامل نہیں کودا اس گھاٹی میں۔''

مُقْتَحِمٌ اسم الفاعل ہے۔ گھس جانے والا۔ آیت زیر مطالعہ۔59۔

ترکیب

(آیت۔57) حَمِيْمٌ اور غَسَّاقٌ کو ہم فَلْيَذُوْقُوْهُ کی ضمیر مفعولی ہٗ کا بدل نہیں مان سکتے کیونکہ ایسی صورت میں یہ حالت نصب میں حَمِيْمًا اور غَسَّاقًا ہوتے۔ ان کی رفع بتا رہی ہے کہ یہ خبریں ہیں۔ آیت کے شروع میں هٰذَا کو انکا متبدا مانا جا سکتا ہے۔ ایسی صورت میں هٰذَا کے بعد وقف نہیں ہوگا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ هٰذَا کو مستقل اشارہ مانا جائے۔ ایسی صورت میں هٰذَا کے بعد وقف ہوگا جیسے آیت۔55۔ کے شروع میں هٰذَا پر وقف ہے اور حَمِيْمٌ وَّ غَسَّاقٌ سے پہلے ان کے مبتدا هٰذَا کو محذوف مانا جائے۔ ترجمہ میں ہم دوسری صورت کو ترجیح دیں گے۔ (آیت۔59) مَرْحَبًا کی نصب ظرف ہونے کی وجہ سے ہے۔ (آیت۔60) قَدَّمْتُمُوْهُ میں ضمیر مفعولی ہٗ اَلنَّار یا جہنم کے لئے نہیں ہوسکتی ورنہ ضمیر هَا آتی کیونکہ وہ مونث ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہٗ کی ضمیر اس وقت کی مجموعی صورتحال یعنی عذاب کے لئے ہے۔ (آیت۔61) قَدَّمَ لَنَا هٰذَا میں اسم اشارہ هٰذَا بھی اس عذاب کے لئے ہے۔ (آیت۔63) اَتَّخَذْنَا دراصل اَاِتَّخَذْنَا ہے جس میں پہلا ہمزہ استفہامیہ ہے اور دوسرا افتعال کا ہے۔ قاعدے کے مطابق اِتَّخَذَ کا ہمزۃ الوصل صامت ہونے کے ساتھ لکھنے میں بھی گر گیا ہے۔

ترجمہ:

هٰذَا ط	وَاِنَّ لِلطّٰغِيْنَ	لَشَرَّ مَاٰبٍ ﴿٥٥﴾	جَهَنَّمَ ج	يَصْلَوْنَهَا ج
یہ ہے (متقین کے لئے)	اور بیشک سرکشی کرنے والوں کے لئے	یقیناً ٹھکانے کی برائی ہے	جو جہنم ہے	وہ لوگ گریں گے اس میں

فَبِئْسَ	الْمِهَادُ ﴿٥٦﴾	هٰذَا لا	فَلْيَذُوْقُوْهُ	حَمِيْمٌ	وَّغَسَّاقٌ ﴿٥٧﴾ لا
تو کیا ہی بری ہے	یہ آرام گاہ	یہ ہے (طاغین کے لئے)	پس چاہیے کہ وہ چکھیں اس کو	(یہ) کھولتا پانی ہے	اور (یہ) پیپ ہے

وَّاٰخَرُ	مِنْ شَكْلِهٖٓ	اَزْوَاجٌ ۝٥٨	هٰذَا فَوْجٌ	مُّقْتَحِمٌ	1602 مَّعَكُمْ ۚ
اور دوسرے	ان کے ملتے جلتے سے	کچھ جوڑے	یہ ایک گروہ ہے	گھس جانے والا ہے	تمہارے ساتھ
لَا مَرْحَبًا	بِهِمْ ۭ	اِنَّهُمْ	صَالُوا النَّارِ ۝٥٩	قَالُوْا	بَلْ اَنْتُمْ ۣ
کوئی کشادگی کی جگہ نہیں ہے	ان کے ساتھ	بیشک وہ سب	آگ سینکنے والے ہیں	وہ لوگ کہیں گے	بلکہ تم لوگ

لَا مَرْحَبًا	بِكُمْ ۭ	اَنْتُمْ	قَدَّمْتُمُوْهُ لَنَا ۚ	فَبِئْسَ الْقَرَارُ ۝٦٠
کوئی کشادگی کی جگہ نہیں ہے	تمہارے ساتھ	تم لوگوں نے ہی	آگے بھیجا اس کو ہمارے لئے	تو کتنا برا ہے یہ ٹھہرنا

قَالُوْا	رَبَّنَا	مَنْ قَدَّمَ لَنَا	هٰذَا	فَزِدْهُ	عَذَابًا ضِعْفًا	فِي النَّارِ ۝٦١
وہ کہیں گے	اے ہمارے رب	جس نے آگے بھیجا ہمارے لئے	اس کو	تو تو زیادہ کر دے اسے	بلحاظ دوگنے عذاب کے	آگ میں

وَقَالُوْا	مَا لَنَا	لَا نَرٰى	رِجَالًا	كُنَّا نَعُدُّهُمْ	مِّنَ الْاَشْرَارِ ۝٦٢	اَتَّخَذْنٰهُمْ
اور وہ کہیں گے	ہمیں کیا ہے (کہ)	ہم نہیں دیکھتے	ایسے مردوں کو	ہم شمار کرتے تھے جن کو	برے لوگوں میں سے	کیا ہم نے بنایا ان کو

سِخْرِيًّا	اَمْ زَاغَتْ	عَنْهُمُ الْاَبْصَارُ ۝٦٣	اِنَّ ذٰلِكَ	لَحَقٌّ	تَخَاصُمُ اَهْلِ النَّارِ ۝٦٤ ع
مذاق کا نشانہ	یا بہک گئیں	ان سے آنکھیں	بیشک یہ	یقیناً حق ہے	آگ والوں کا باہمی تو تکار کرنا

نوٹ۔1

آیت 62۔ میں رِجَالًا سے مراد وہ اہل ایمان ہیں جن کو یہ کفار دنیا میں تمام برائیوں کی جڑ سمجھتے تھے۔ وہ حیران ہو کر ہر طرف دیکھیں گے کہ اس جہنم میں ہم اور ہمارے پیشوا تو موجود ہیں مگر ان لوگوں کا یہاں کہیں پتہ نشان تک نہیں ہے جن کی ہم دنیا میں برائیاں کرتے تھے اور خدا، رسول، آخرت کی باتیں کرنے پر جن کا مذاق ہماری مجلسوں میں اڑایا جاتا تھا۔

(تفہیم القرآن سے ماخوذ)

آیت نمبر (65 تا 74)

ترجمہ:

قُلْ	اِنَّمَآ	اَنَا مُنْذِرٌ ڰ	وَّمَا مِنْ اِلٰهٍ	اِلَّا اللّٰهُ
آپ کہہ دیجئے	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	میں ایک خبردار کرنے والا ہوں	اور کوئی بھی الٰہ نہیں ہے	سوائے اللہ کے
الْوَاحِدُ	الْقَهَّارُ ۝٦٥	رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ	وَمَا	بَيْنَهُمَا
جو واحد ہے	جو زبردست ہے	جو زمین اور آسمانوں کا مالک ہے	اور اس کا جو	ان دونوں کے درمیان ہے

الْعَزِيْزُ	الْغَفَّارُ ۝٦٦	قُلْ هُوَ	نَبَؤٌا عَظِيْمٌ ۝٦٧	اَنْتُمْ عَنْهُ	مُعْرِضُوْنَ ۝٦٨
جو بالادست ہے	جو بار بار بخشنے والا ہے	آپؐ کہئے کہ یہ	ایک بہت بڑی خبر ہے	تم لوگ جس سے	اعراض کرنے والے ہو
مَا كَانَ لِيَ	مِنْ عِلْمٍۢ	بِالْمَلَاِ الْاَعْلٰٓى	اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ۝٦٩	اِنْ	يُّوْحٰٓى اِلَيَّ
نہیں تھا میرے لئے	کوئی بھی علم	(فرشتوں کی) اعلیٰ مجلس کا	جب وہ بحث کرتے تھے	نہیں	وحی کی جاتی میری طرف

اِلَّآ	اَنَّمَآ	اَنَا۠ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۷۰	اِذْ قَالَ رَبُّكَ	1602 لِلْمَلٰٓئِكَةِ
مگر (یہ کہ)	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	میں ایک واضح خبردار کرنے والا ہوں	جب کہا آپؐ کے رب نے	فرشتوں سے

اِنِّیْ خَالِقٌۢ	بَشَرًا مِّنْ طِيْنٍ ۝۷۱	فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ	وَنَفَخْتُ فِيْهِ
کہ میں پیدا کرنے والا ہوں	ایک بشر گارے سے	پھر جب نوک پلک درست کرلوں اس کی	اور پھونک دوں اس میں

مِنْ رُّوْحِیْ	فَقَعُوْا لَهٗ	سٰجِدِيْنَ ۝۷۲	فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ
اپنی روح میں سے	تو تم لوگ گر پڑنا اس کے لئے	سجدہ کرنے والے ہوتے ہوئے	تو سجدہ کیا فرشتوں نے

كُلُّهُمْ	اَجْمَعُوْنَ ۝۷۳ لا	اِلَّآ اِبْلِيْسَ ط	اِسْتَكْبَرَ	وَكَانَ	مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝۷۴
ان کے ہر ایک نے	سب نے	سوائے ابلیس کے	اس نے تکبر کیا	اور وہ تھا	انکار کرنے والوں میں سے

نوٹ۔1

ملا اعلیٰ ملائکہ مقربین کی مجلس ہے جن کے توسط سے تدابیر الٰہیہ ظہور پذیر ہوتی ہیں یعنی ملا اعلیٰ نظام عالم کے فنا و بقا کے متعلق جو تدبیریں یا بحثیں ہوتی ہیں مجھے اس کی کیا خبر تھی جو تم سے بیان کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے جن اجزاء پر مطلع فرمادیا وہ بیان کردیئے۔ جو کہتا ہوں اسی کی وحی سے کہتا ہوں۔ مجھ کو یہی حکم ملا ہے کہ سب کو آنے والے مستقبل سے خوب کھول کھول کر آگاہ کردوں۔ رہا یہ کہ وہ وقت کب آئے گا اور قیامت کب قائم ہوگی، نہ انذار کے لئے اس کی ضرورت ہے نہ اس کی اطلاع کسی کو دی گئی ہے۔ جو تخاصم ابلیس کا آدمؑ کے معاملہ میں ہوا، جس کا ذکر آگے آتا ہے، وہ بھی وحی کے ذریعہ سے معلوم ہوا۔ (ترجمہ شیخ الہندؒ)

یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحت نبوت کی ایک دلیل ہے۔ مدعا یہ ہے کہ عالم بالا میں فرشتوں کا حضرت آدمؑ کے باب میں سوال و جواب کرنا مجھے کیا معلوم ہوتا اگر میں نبی نہ ہوتا۔ اس کی خبر دینا میری نبوت اور میرے پاس وحی آنے کی دلیل ہے۔

(تفسیر نعیمی)

آیت نمبر (75 تا 88)

ترجمہ:

قَالَ	يٰٓاِبْلِيْسُ	مَا مَنَعَكَ	اَنْ تَسْجُدَ	لِمَا	خَلَقْتُ
(اللہ تعالیٰ نے) کہا	اے ابلیس	کس چیز نے منع کیا تجھ کو	کہ تو سجدہ کرے	اس کے لئے جسے	میں نے پیدا کیا

بِيَدَيَّ ط	اَسْتَكْبَرْتَ	اَمْ كُنْتَ	مِنَ الْعَالِيْنَ ۝۷۵	قَالَ	اَنَا خَيْرٌ
اپنے دونوں ہاتھوں سے	کیا تو نے بڑائی اختیار کی	یا تو تھا (ہی)	بلند (سر چڑھے) لوگوں میں سے	اس نے کہا	میں بہتر ہوں

مِّنْهُ ط	خَلَقْتَنِیْ	مِنْ نَّارٍ	وَّخَلَقْتَهٗ	مِنْ طِيْنٍ ۝۷۶	قَالَ
اس سے	تو نے پیدا کیا مجھ کو	ایک آگ سے	اور تو نے پیدا کیا اس کو	ایک گارے سے	(اللہ تعالیٰ نے) کہا

فَاخْرُجْ مِنْهَا	فَاِنَّكَ	رَجِيْمٌ ۝۷۷ ج	وَّاِنَّ عَلَيْكَ	لَعْنَتِیْٓ
پس تو نکل اس سے	پھر بیشک تو	دھتکارا ہوا ہے	اور بیشک تجھ پر	میری لعنت ہے

اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ۝۷۸	قَالَ	رَبِّ	فَاَنْظِرْنِیْٓ	اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝۷۹
بدلے کے دن تک	اس نے کہا	اے میرے رب	پس تو مہلت دے مجھ کو	لوگوں کے اٹھائے جانے کے دن تک

قَالَ	فَاِنَّكَ	مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ﴿۸۰﴾	اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ﴿۸۱﴾
(اللہ تعالیٰ نے) کہا	پس بیشک تو	مہلت دیے ہوؤں میں سے ہے	اُس معلوم وقت کے دن تک

قَالَ	فَبِعِزَّتِكَ	لَاُغْوِيَنَّهُمْ	اَجْمَعِيْنَ ﴿۸۲﴾	اِلَّا
اس نے کہا	تو تیری عزت کی قسم ہے	میں لازماً گمراہ کروں گا ان کو	سب کے سب کو	سوائے

عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۸۳﴾	قَالَ	فَالْحَقُّ	وَالْحَقَّ	اَقُوْلُ ﴿۸۴﴾
ان میں سے تیرے ملاوٹ سے پاک کئے ہوئے بندوں کے	(اللہ تعالیٰ نے) کہا	پس (یہ تیرا قول) ٹھیک ہے	اور ٹھیک ہی	میں (بھی) کہتا ہوں (کہ)

لَاَمْلَئَنَّ	جَهَنَّمَ	مِنْكَ	وَمِمَّنْ تَبِعَكَ	مِنْهُمْ	اَجْمَعِيْنَ ﴿۸۵﴾
میں لازماً بھروں گا	جہنم کو	تجھ سے	اور ان سے جنہوں نے تیری پیروی کی	ان میں سے	سب سے

قُلْ	مَآ اَسْئَلُكُمْ	عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ	وَّمَآ اَنَا	مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ ﴿۸۶﴾
آپؐ کہئے	میں نہیں مانگتا تم لوگوں سے	اس پر کوئی بھی اُجرت	اور نہ ہی میں ہوں	Pose کرنے والوں میں سے

اِنْ هُوَ	اِلَّا ذِكْرٌ	لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۷﴾	وَلَتَعْلَمُنَّ	نَبَاَهٗ	بَعْدَ حِيْنٍ ﴿۸۸﴾
نہیں ہے یہ	مگر ایک یاددہانی	جہان والوں کے لئے	اور تم لازماً جان لوگے	اس کی خبر کو	کچھ وقت کے بعد

نوٹ۔1

یہ پورا قصہ قریش کے اس قول کے جواب میں سنایا گیا ہے، جو اسی سورہ کی آیت۔۷۔ میں نقل کیا گیا کہ کیا ہمارے درمیان بس یہی ایک شخص رہ گیا تھا جس پر ذکر کرنا نازل ہوگیا۔ اس کا ایک جواب تو وہ تھا جو آیت۔۹۔۱۰۔ میں دیا گیا تھا کہ کیا خدا کی رحمت کے خزانوں کے تم مالک ہو اور کیا آسمان وزمین کی بادشاہی تمہاری ہے کہ تم فیصلہ کروگے اللہ کا نبی کسے بنایا جائے اور کسے نہ بنایا جائے۔ دوسرا جواب یہ ہے۔ اس میں سرداران قریش کو بتایا گیا ہے کہ محمد ﷺ کے مقابلہ میں تمہارا حسد اور بڑائی کا گھمنڈ، حضرت آدمؑ کے مقابلہ میں ابلیس کے حسد اور گھمنڈ سے ملتا جلتا ہے۔ ابلیس نے بھی اللہ تعالیٰ کے اس حق کو ماننے سے انکار کیا تھا کہ جسے وہ چاہے اپنا خلیفہ بنائے اور تم بھی اس کے اس حق کو تسلیم کرنے سے انکار کر رہے ہو کہ جسے وہ چاہے اپنا رسول بنائے۔ اس نے حضرت آدمؑ کے آگے جھکنے کا حکم نہ مانا اور تم محمد ﷺ کی پیروی کرنے کا حکم نہیں مان رہے ہو۔ اس کے ساتھ تمہاری یہ مشابہت بس اس حد پر ختم نہ ہوجائے گی، بلکہ تمہارا انجام پھر وہی ہوگا جو اس کے لئے مقدر ہو چکا ہے۔ یعنی دنیا میں اللہ کی لعنت اور آخرت میں جہنم کی آگ۔ (تفہیم القرآن) اس سے آیات مبارکہ کا باہمی ربط بھی واضح ہوگیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۃ الزمر (39)

آیت نمبر (1 تا 6)

ک و ر

(ن)	كَوْرًا	سر پر پگڑی باندھنا۔ کسی چیز کو پگڑی کی طرح اوپر تلے گھما کر لپیٹنا
(تفعیل)	تَكْوِيْرًا	کثرت سے لپیٹنا۔ وقفہ وقفہ سے لپیٹتے رہنا۔ زیر مطالعہ آیت۔5۔

ترجمہ:

تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ	مِنَ اللّٰهِ	الْعَزِيْزِ	الْحَكِيْمِ ①	اِنَّآ اَنْزَلْنَآ
اس کتاب کا نازل کرنا	اللہ (کی طرف) سے ہے	جو بالادست ہے	جو حکمت والا ہے	بیشک ہم نے نازل کیا

اِلَيْكَ الْكِتٰبَ	بِالْحَقِّ	فَاعْبُدِ اللّٰهَ	مُخْلِصًا	لَّهُ الدِّيْنَ ② ط
آپؐ کی طرف اس کتاب کو	کل حق کے ساتھ	تو آپؐ بندگی کریں اللہ کی	خالص کرنے والے ہوتے ہوئے	اس کے لئے دین کو

اَلَا	لِلّٰهِ	الدِّيْنُ الْخَالِصُ ط	وَالَّذِيْنَ	اتَّخَذُوْا	مِنْ دُوْنِهٖٓ	اَوْلِيَآءَ م
خبردار!	اللہ کے لئے ہی	خالص دین ہے	اور جن لوگوں نے	بنائے	اس کے علاوہ	کچھ کارساز

مَا نَعْبُدُ	هُمْ	اِلَّا	لِيُقَرِّبُوْنَآ	اِلَى اللّٰهِ
(وہ لوگ کہتے ہیں) ہم بندگی نہیں کرتے	ان لوگوں کی	سوائے اس کے کہ	تاکہ وہ لوگ قریب کردیں ہم کو	اللہ کی طرف

زُلْفٰى ط	اِنَّ اللّٰهَ	يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ	فِيْ مَا	هُمْ فِيْهِ	يَخْتَلِفُوْنَ ۵ ط
بلحاظ زیادہ قریب ہونے کے	یقیناً اللہ	فیصلہ کرے گا ان کے درمیان	اس (کے بارے) میں	یہ لوگ جس میں	اختلاف کرتے ہیں

اِنَّ اللّٰهَ	لَا يَهْدِيْ	مَنْ	هُوَ كٰذِبٌ	كَفَّارٌ ③	لَوْ اَرَادَ اللّٰهُ
بیشک اللہ	ہدایت نہیں دیتا	اس کو جو (کہ)	وہ جھوٹا ہو	بار بار ناشکری کرنے والا ہو	اگر ارادہ کرتا اللہ

اَنْ يَّتَّخِذَ	وَلَدًا	لَّاصْطَفٰى	مِمَّا	يَخْلُقُ	مَا	يَشَآءُ لا
کہ وہ بنائے	کوئی اولاد	تو وہ چن لیتا	اس میں سے جو	وہ پیدا کرتا ہے	اس کو جسے	وہ چاہتا

سُبْحٰنَهٗ ط	هُوَ اللّٰهُ	الْوَاحِدُ	الْقَهَّارُ ④	خَلَقَ
(لیکن) اس کی پاکیزگی ہے	وہی اللہ ہے	جو واحد ہے	جو قہار ہے	اس نے پیدا کیا

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ	بِالْحَقِّ ج	يُكَوِّرُ	الَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ	وَيُكَوِّرُ
آسمانوں کو اور زمین کو	حق کے ساتھ	وہ لپیٹتا ہے	رات کو دن پر	اور وہ لپیٹتا ہے

النَّهَارَ عَلَى الَّيْلِ	وَسَخَّرَ	الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ط	كُلٌّ يَّجْرِيْ
دن کو رات پر	اور اس نے مسخر کیا	سورج کو اور چاند کو	سب رواں دواں ہیں

لِاَجَلٍ مُّسَمًّی ؕ	اَلَا	هُوَ الْعَزِیْزُ	الْغَفَّارُ ۵	1602 خَلَقَكُمْ
ایک معین مدت کے لئے	سن لو!	وہ ہی بالا دست ہے	بار بار بخشنے والا ہے	اس نے پیدا کیا تم لوگوں کو

مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ	ثُمَّ جَعَلَ	مِنْهَا	زَوْجَهَا وَ	اَنْزَلَ لَكُمْ	مِّنَ الْاَنْعَامِ
ایک تنہا جان سے	پھر اس نے بنایا	اس (جان) سے	اس کا جوڑا	اور اس نے اتارے تمہارے لئے	مویشیوں میں سے

ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ؕ	يَخْلُقُكُمْ	فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ	خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ
آٹھ جوڑے	وہ پیدا کرتا ہے تم لوگوں کو	تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں	ایک (طرح) پیدا کرنے کے بعد ایک (دوسری طرح) پیدا کرنا

فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ؕ	ذٰلِكُمُ اللّٰهُ	رَبُّكُمْ	لَهُ الْمُلْكُ ؕ
تین اندھیروں میں	یہ اللہ	تم لوگوں کی پرورش کرنے والا ہے	اس کو ہی بادشاہت ہے
لَآ اِلٰهَ	اِلَّا هُوَ ۚ	فَاَنّٰى	تُصْرَفُوْنَ ۶
کوئی الٰہ نہیں ہے	مگر وہی	تو کہاں سے	تم لوگ پھیرے جاتے ہو

نوٹ۔1

متعدد آیات قرآن اس پر شاہد ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں اعمال کا حساب گنتی سے نہیں بلکہ وزن سے ہوتا ہے۔اور یہاں اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ نے بتلا دیا کہ اللہ کے نزدیک اعمال کی قدر اور وزن بقدرِ اخلاص ہوتا ہے۔اخلاص کامل یہ ہے کہ اللہ کے سوا نہ کسی کو نفع ونقصان کا مالک سمجھے، نہ اپنے کاموں میں کسی غیر اللہ کو متصرف جانے، نہ کسی طاعت وعبادت میں غیر اللہ کا اپنے تصور میں دھیان آنے دے۔غیر اختیاری وساوس کو اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے۔صحابہ کرامؓ جو مسلمانوں کی صفتِ اول ہیں ان کے اعمال و ریاضات کی تعداد کچھ زیادہ نظر نہ آئے گی۔مگر اس کے باوجود ان کا ایک ادنیٰ عمل باقی امت کے بڑے سے بڑے اعمال سے فائق ہونے کی وجہ ان کا کمال اخلاص ہی تو ہے۔

ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ میں بعض اوقات کوئی صدقہ وخیرات کرتا ہوں یا کسی پر احسان کرتا ہوں جس میں میری نیت اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کی بھی ہوتی ہے اور یہ بھی کہ لوگ میری تعریف وثنا کریں گے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی ایسی چیز کو قبول نہیں فرماتے، جس میں کسی غیر کو شریک کیا گیا ہو۔پھر آپ ﷺ نے یہ آیت بطور استدلال تلاوت فرمائی اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ (معارف القرآن)

آیت نمبر 7 تا 9

ترجمہ:

اِنْ تَكْفُرُوْا	فَاِنَّ اللّٰهَ	غَنِيٌّ عَنْكُمْ قف	وَلَا يَرْضٰى	لِعِبَادِهِ
اگر تم لوگ ناشکری کرتے ہو	تو بیشک اللہ	بے نیاز ہے تم لوگوں سے	اور وہ پسند نہیں کرتا	اپنے بندوں کے لئے

الْكُفْرَ ۚ	وَاِنْ تَشْكُرُوْا	يَرْضَهُ	لَكُمْ ؕ	وَلَا تَزِرُ	وَازِرَةٌ	وِّزْرَ اُخْرٰى ؕ
ناشکری کرنے کو	اور اگر تم لوگ شکر کرتے ہو	تو وہ پسند کرے گا اس کو	تمہارے لئے	اور نہیں اٹھائے گی	کوئی اٹھانے والی (جان)	کسی دوسری کا بوجھ

ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ	مَّرْجِعُكُمْ	فَيُنَبِّئُكُمْ	بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ؕ	اِنَّهٗ عَلِيْمٌ
پھر تم لوگوں کے رب کی طرف ہی	تم سب کا لوٹنا ہے	پھر وہ جتلا دے گا تم سب کو	وہ جو تم لوگ کرتے تھے	بیشک وہ جاننے والا ہے

بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ⑦	وَاِذَا مَسَّ	الْاِنْسَانَ ضُرٌّ	دَعَا رَبَّهٗ	مُنِيْبًا
سینوں والی (بات) کو	اور جب کبھی چھوتی ہے	انسان کو کوئی تکلیف	تو وہ پکارتا ہے اپنے رب کو	متوجہ ہونے والا ہوتے ہوئے

اِلَيْهِ	ثُمَّ اِذَا	خَوَّلَهٗ	نِعْمَةً	مِّنْهُ	نَسِيَ	مَا	كَانَ يَدْعُوْٓا
اس کی طرف	پھر جب	وہ عطا کرتا ہے اس کو	کوئی نعمت	اپنی طرف سے	تو وہ بھول جاتا ہے	اس کو جو	وہ پکارتا رہتا تھا

اِلَيْهِ	مِنْ قَبْلُ	وَجَعَلَ لِلّٰهِ	اَنْدَادًا	لِّيُضِلَّ	عَنْ سَبِيْلِهٖ ط
اس کی طرف	اس سے پہلے	اور وہ بناتا ہے اللہ کے لئے	کچھ ہم پلہ	تاکہ وہ بہکائے (کسی کو)	اس کی راہ سے

قُلْ	تَمَتَّعْ	بِكُفْرِكَ	قَلِيْلًا ۖ	اِنَّكَ	مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ⑧
آپ کہہ دیجئے	تو فائدہ اٹھالے	اپنے انکار کرنے سے	تھوڑا سا	بیشک تو	آگ والوں میں سے ہے

اَمَّنْ	هُوَ قَانِتٌ	اٰنَآءَ الَّيْلِ	سَاجِدًا وَّقَآئِمًا	يَّحْذَرُ
یا وہ جو ہے (کہ)	وہ فرمانبرداری کرنے والا ہے	رات کی گھڑیوں میں	سجدہ کرنے والا اور قیام کرنے والا ہوتے ہوئے	وہ ڈرتا ہے

الْاٰخِرَةَ	وَيَرْجُوْا	رَحْمَةَ رَبِّهٖ ط	قُلْ	هَلْ يَسْتَوِي	الَّذِيْنَ
آخرت سے	اور وہ امید رکھتا ہے	اپنے رب کی رحمت کی	آپ کہہ دیجئے	کیا برابر ہوں گے	وہ لوگ جو

يَعْلَمُوْنَ	وَالَّذِيْنَ	لَا يَعْلَمُوْنَ ط	اِنَّمَا	يَتَذَكَّرُ	اُولُوا الْاَلْبَابِ ⑨ ع
علم رکھتے ہیں	اور وہ جو	لاعلم ہوتے ہیں	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	نصیحت پکڑتے ہیں	خالص (غیر متعصب) عقل والے

نوٹ۔1

آیت۔۷۔ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لئے کفر کو پسند نہیں کرتا۔ اس حوالہ سے یہ بات سمجھ لینی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت اور چیز ہے اور اس کی رضا دوسری چیز ہے۔ دنیا میں کوئی کام بھی اللہ کی مشیت کے خلاف نہیں ہوسکتا، مگر اس کی رضا کے خلاف بہت سے کام ہو سکتے ہیں اور رات دن ہوتے رہتے ہیں۔ مثلاً ظالموں کا حکمراں ہونا یا چوروں اور ڈاکوؤں کا پایا جانا۔ یہ اسی لئے ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بنائے ہوئے نظام میں اشرار کے وجود اور برائیوں کے ظہور کی گنجائش رکھی ہے۔ یہ سب کچھ بربنائے مشیت ہے۔ لیکن مشیت کے تحت کسی فعل کا صدور یہ معنی نہیں رکھتا کہ اللہ کی رضا بھی اس کو حاصل ہے۔ اس بات کو یوں سمجھیے کہ ایک شخص اگر حرام کے ہی ذریعہ سے اپنا رزق حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے تو اللہ اسی ذریعہ سے اس کو رزق دے دیتا ہے۔ یہ اس کی مشیت ہے مگر مشیت کے تحت چور یا ڈاکو یا رشوت خور کو رزق دینے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ چوری ڈاکے اور رشوت کو اللہ پسند بھی کرتا ہے۔ یہی بات اللہ تعالیٰ یہاں فرما رہا ہے کہ تم کفر کرنا چاہتے ہو تو کرو۔ اس سے روک کر ہم تمہیں زبردستی مومن نہیں بنائیں گے مگر ہمیں یہ پسند نہیں ہے کیونکہ یہ تمہارے ہی لئے نقصان دہ ہے ہماری خدائی کا اس سے کچھ بھی نہیں بگڑتا۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ۔2

آیت۔۸۔ میں اس حقیقت کی نشاندہی کی گئی ہے کہ انسان کی فطرت کے اندر ایک خدا کے سوا کسی اور اِلٰہ کا کوئی شعور نہیں ہے۔ اس وجہ سے جب اس پر کسی مشکل کی حالت طاری ہوتی ہے تو وہ اسی کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اس سے دعا و فریاد کرتا ہے۔ لیکن

جب اس کی مصیبت دور ہو جاتی ہے تو وہ مصیبت کو بھی بھول جاتا ہے اور خدا سے بھی بے نیاز ہو جاتا ہے۔ اور خدا کی بخشی ہوئی نعمت کو یا تو اپنے فرضی دیویوں اور دیوتاؤں سے منسوب کرتا ہے یا اپنی تدبیر اور اپنی قابلیت و ذہانت کا ثمرہ قرار دیتا ہے۔ اس طرح خود شریک خدا بن جاتا ہے۔ (تدبر قرآن) اور صرف خود گمراہ ہونے پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ دوسروں کو بھی یہ کہہ کر گمراہ کرتا ہے کہ جو آفت مجھ پر آئی تھی وہ فلاں حضرت یا فلاں بزرگ یا فلاں دیوی یا دیوتا کے صدقے ٹل گئی۔ اس سے دوسرے بہت سے لوگ بھی ان معبودانِ غیر اللہ کی معتقد بن جاتے ہیں اور ہر جاہل اپنے اسی طرح کے تجربات بیان کر کر کے عوام کو اس گمراہی میں بڑھاتا چلا جاتا ہے۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ۔3

آیت۔۹۔ سے معلوم ہوا کہ رات کے نوافل و عبادت دن کے نوافل سے افضل ہیں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مومن کے لئے لازم ہے کہ وہ خوف اور امید کے درمیان میں رہے۔ اپنے عمل میں کوتاہیوں پر نظر کر کے عذاب سے ڈرتا رہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کا امیدوار رہے۔ دنیا میں بالکل بے خوف ہونا یا اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مطلقاً مایوس ہونا، یہ دونوں قرآن میں کفار کی حالتیں بتائی گئی ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

نوٹ۔4

ایک اہم بات یہ نوٹ کرلیں کہ آیت۔۸۔ اور ۹ میں دو قسم کے انسانوں کے درمیان مقابلہ کیا گیا ہے۔ ایک وہ جو کسی سخت وقت پڑنے پر تو اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں اور عام حالات میں غیر اللہ کی بندگی کرتے رہتے ہیں۔ دوسرے وہ جنہوں نے اللہ کی ہی بندگی کو اپنا مستقل طریقہ بنا لیا ہے اور راتوں کی تنہائی میں ان کا عبادت کرنا ان کے خلوص کی دلیل ہے۔ پہلے گروہ والوں کو اللہ تعالیٰ بے علم قرار دیتا ہے خواہ انہوں نے بڑے بڑے کتب خانے ہی کیوں نہ چاٹ رکھے ہوں۔ اور دوسرے گروہ کو وہ عالم قرار دیتا ہے خواہ وہ بالکل ہی ان پڑھ ہوں کیونکہ اصل چیز حقیقت کا علم اور اس کے مطابق عمل ہے اور اسی پر انسان کی فلاح کا انحصار ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ دونوں آخر یکساں کیسے ہو سکتے ہیں۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر 10 تا 18

ترجمہ:

قُلْ	یٰعِبَادِ الَّذِیْنَ	اٰمَنُوا	اتَّقُوْا
آپ کہہ دیجئے (یعنی میرا پیغام پہنچا دیجئے)	اے میرے وہ بندوں جو	ایمان لائے	تم لوگ تقویٰ اختیار کرو

رَبَّكُمْ ؕ	لِلَّذِیْنَ	اَحْسَنُوْا	فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا	حَسَنَةٌ ؕ
اپنے رب کا	ان لوگوں کے لئے جنہوں نے	بھلائی کی	اس دنیا میں	ایک بھلائی ہے

وَاَرْضُ اللّٰهِ	وَاسِعَةٌ ؕ	اِنَّمَا	یُوَفَّى	الصّٰبِرُوْنَ	اَجْرَهُمْ
اور اللہ کی زمین	وسیع ہے	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	پورا پورا دیا جاتا ہے	ثابت قدم رہنے والوں کو	ان کا اجر

بِغَیْرِ حِسَابٍ ⑩	قُلْ	اِنِّیْٓ اُمِرْتُ	اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ
کسی حساب کے بغیر	آپ کہئے	کہ مجھے حکم دیا گیا	کہ میں بندگی کروں اللہ کی

مُخْلِصًا	لَّهُ الدِّیْنَ ⑪	وَاُمِرْتُ	لِاَنْ اَكُوْنَ	اَوَّلَ الْمُسْلِمِیْنَ ⑫
خالص کرنے والا ہوتے ہوئے	اس کے لئے دین کو	اور مجھے حکم دیا گیا	کہ میں ہو جاؤں	فرمانبرداری کرنے والوں کا پہلا

قُلْ	اِنِّيْٓ اَخَافُ	اِنْ عَصَيْتُ	رَبِّيْ	عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ⑬
آپؐ کہئے	کہ میں ڈرتا ہوں	اگر میں نافرمانی کروں	اپنے رب کی	ایک عظیم دن کے عذاب سے

قُلِ	اللّٰهَ	اَعْبُدُ	مُخْلِصًا	لَّهٗ	دِيْنِيْ ⑭	فَاعْبُدُوْا
آپؐ کہیے	اللہ کی ہی	میں بندگی کرتا ہوں	خالص کرنے والا ہوتے ہوئے	اس کے لئے	اپنے دین کو	تو تم لوگ بندگی کرو

مَا	شِئْتُمْ	مِّنْ دُوْنِهٖ	قُلْ	اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ	الَّذِيْنَ	خَسِرُوْٓا
اس کی جس کی	تم چاہو	اس کے علاوہ	آپؐ کہئے	یقیناً گھاٹا پانے والے	وہ لوگ ہیں جنھوں نے	گھاٹے میں ڈالا

اَنْفُسَهُمْ	وَاَهْلِيْهِمْ	يَوْمَ الْقِيٰمَةِ	اَلَا ذٰلِكَ هُوَ	الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ⑮
اپنی جانوں کو	اور اپنے گھر والوں کو	قیامت کے دن	خبردار یہ ہی	کھلا ہوا انتہائی گھاٹا ہے

لَهُمْ	مِّنْ فَوْقِهِمْ	ظُلَلٌ	مِّنَ النَّارِ	وَمِنْ تَحْتِهِمْ	ظُلَلٌ	ذٰلِكَ
ان کے لئے	ان کے اوپر سے	کچھ سائبان ہیں	آگ میں سے	اور ان کے نیچے سے	کچھ سائبان ہیں	یہ ہے

يُخَوِّفُ اللّٰهُ	بِهٖ	عِبَادَهٗ	يٰعِبَادِ	فَاتَّقُوْنِ ⑯	وَالَّذِيْنَ اجْتَنَبُوا
ڈراتا ہے اللہ	جس نے	اپنے بندوں کو	اے میرے بندوں	تو تم لوگ تقویٰ اختیار کرو میرا	اور وہ لوگ جو بچے

الطَّاغُوْتَ	اَنْ يَّعْبُدُوْهَا	وَاَنَابُوْٓا	اِلَى اللّٰهِ	لَهُمُ	الْبُشْرٰى
سرکشی کے سرغنوں سے	کہ وہ لوگ بندگی کریں ان کی	اور انہوں نے رخ کیا	اللہ کی طرف	ان کے لئے ہی	وہ بڑی خوشخبری ہے

فَبَشِّرْ	عِبَادِ ⑰	الَّذِيْنَ	يَسْتَمِعُوْنَ	الْقَوْلَ	فَيَتَّبِعُوْنَ
تو آپؐ خوشخبری دے دیں	میرے بندوں کو	ان کو جو	دھیان سے سنتے ہیں	بات کو	پھر پیروی کرتے ہیں

اَحْسَنَهٗ	اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ	هَدٰىهُمُ اللّٰهُ	وَاُولٰۗىِٕكَ هُمْ	اُولُوا الْاَلْبَابِ ⑱
اس کے بہترین کی	یہ وہ لوگ ہیں	ہدایت دی جن کو اللہ نے	اور یہ لوگ ہی	خالص عقل والے ہیں

نوٹ۔1

امام مالکؒ آیت۔۱۰۔ میں صابرین سے مراد وہ لوگ لیتے ہیں جو دنیا کے مصائب اور رنج و غم پر صبر کرنے والے ہیں۔ اور بعض حضرات نے فرمایا کہ صابرین سے مراد وہ لوگ ہیں جو گناہوں سے اپنے نفس کو روکیں۔ قرطبی فرماتے ہیں کہ لفظ صابر جب کسی دوسرے لفظ کے بغیر بولا جاتا ہے تو اس سے مراد یہی ہوتا ہے کہ جو اپنے نفس کو گناہوں سے باز رکھنے کی مشقت پر صبر کرے۔ اور مصیبت پر صبر کرنے والے کے لئے جب لفظ صابر بولا جاتا ہے تو صابر علیٰ کذا کے الفاظ بولے جاتے ہیں یعنی فلاں مصیبت پر صبر کرنے والا (معارف القرآن) اس کا مطلب یہ ہے کہ امام مالکؒ نے اس آیت میں لفظ صابرین کے بعد علیٰ کذا کو محذوف مانا ہے۔ (مرتب)

نوٹ۔2

آیت۔۱۸۔ کے دو مطلب ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ وہ ہر آواز کے پیچھے نہیں لگ جاتے بلکہ ہر ایک کی بات سن کر اس پر غور کرتے ہیں اور جو حق بات ہوتی ہے اسے قبول کر لیتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ وہ بات کو سن کر غلط معنی پہنانے کی کوشش نہیں کرتے بلکہ اس کے اچھے اور بہتر پہلو کو اختیار کرتے ہیں۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر 19 تا 23

ھ ی ج

(ض) **هَاجَ** (۱) جوش میں آنا۔ ہیجان پیدا ہونا۔ چڑھنا۔ (۲) کھیتی یا گھاس کا مرجھا جانا۔ زیر مطالعہ آیت۔۲۱۔

ق ش ع ر

(اِفۡعِلَّالًا) **اِقۡشِعۡرَارً** ڈر یا سردی سے رونگٹے کھڑے ہو جانا۔ لرزنا۔ کانپ اٹھنا۔ زیر مطالعہ آیت۔۲۳۔

ترکیب

(آیت۔۲۱) لفظ هَاجَ۔ يَهِيۡجُ دو معانی میں استعمال ہوتا ہے۔ آیت زیر مطالعہ میں دونوں معانی لینے کی گنجائش ہے۔ اس لئے دونوں طرح سے ترجمے درست مانے جائیں گے۔ مَبۡنِيَّةٌ اسم المفعول ہے یعنی بنایا ہوا۔ ”یہاں یہ لفظ آراستہ و پیراستہ (Furnished) کے مفہوم میں ہے۔ عربی میں بنی الدار جس طرح مکان بنانے کے مفہوم میں آتا ہے، اسی طرح مکان آراستہ کرنے کے مفہوم میں بھی آتا ہے۔“ (تدبر قرآن) (آیت۔۲۳) كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا اور مَّثَانِىَ کے الفاظ کو اَحۡسَنَ الۡحَدِيۡثِ کا حال مانا جا سکتا ہے۔ لیکن اس کو اس کی صفت نہیں مان سکتے کیونکہ اَحۡسَنَ الۡحَدِيۡثِ معرفہ ہے اور یہ الفاظ نکرہ ہیں، البتہ ان کو اس کا بدل مانا جا سکتا ہے کیونکہ بدل کا اعراب تو اس کے اعراب کے مطابق ہونا ضروری ہے جس کا وہ بدل ہے لیکن معرفہ۔ نکرہ میں مطابقت لازمی نہیں ہے۔ ہم نے ان مترجمین کی رائے کو ترجیح دی ہے جنہوں نے كِتٰبًا کو اَحۡسَنَ کا بدل اور نکرہ مخصوصہ مانا ہے۔ جبکہ مُّتَشَابِهًا اور مَّثَانِىَ کو كِتٰبًا کی خصوصیت مانا ہے۔

ترجمہ:

اَفَمَنۡ	حَقَّ	عَلَيۡهِ	كَلِمَةُ الۡعَذَابِ ؕ	اَفَاَنۡتَ	تُنۡقِذُ	مَنۡ فِى النَّارِ ۚ ﴿۱۹﴾
تو کیا وہ	ثابت ہوا	جس پر	عذاب کا فرمان	تو کیا آپ	چھڑا لیں گے	اس کو جو آگ میں ہے

لٰكِنِ الَّذِيۡنَ	اتَّقَوۡا رَبَّهُمۡ	لَهُمۡ غُرَفٌ	مِّنۡ فَوۡقِهَا	غُرَفٌ مَّبۡنِيَّةٌ ۙ
لیکن وہ لوگ جنہوں نے	تقویٰ اختیار کیا اپنے رب کا	ان کے لئے بالاخانے ہیں	ان کے اوپر سے	سجے سجائے بالاخانے ہیں

تَجۡرِىۡ	مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ ؕ	وَعۡدَ اللّٰهِ ؕ	لَا يُخۡلِفُ اللّٰهُ	الۡمِيۡعَادَ ﴿۲۰﴾
بہتی ہیں	جن کے نیچے سے نہریں	(وعدہ ہوا) جیسا اللہ کے وعدے کا حق ہے	خلاف نہیں کرتا اللہ	وعدے کے

اَلَمۡ تَرَ	اَنَّ اللّٰهَ اَنۡزَلَ	مِنَ السَّمَآءِ مَآءً	فَسَلَكَهٗ	يَنَابِيۡعَ
کیا تو نے غور ہی نہیں کیا	کہ اللہ نے اتارا	آسمان سے کچھ پانی	پھر اس نے چلایا اس (پانی) کو	بطور چشموں کے

فِى الۡاَرۡضِ	ثُمَّ يُخۡرِجُ بِهٖ	زَرۡعًا	مُّخۡتَلِفًا اَلۡوَانُهٗ	ثُمَّ يَهِيۡجُ
زمین میں	پھر وہ نکالتا ہے اس سے	ایک کھیتی	مختلف ہوتے ہوئے اس کے رنگ	پھر وہ مرجھاتی ہے

فَتَرٰٮهُ	مُصۡفَرًّا	ثُمَّ يَجۡعَلُهٗ	حُطٰمًا ؕ	اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ	لَذِكۡرٰى
تو تو دیکھتا ہے اس کو	پیلی پڑتے ہوئے	پھر وہ کر دیتا ہے اس کو	ریزہ ریزہ	بیشک اس میں	نصیحت ہے

لِاُولِى الۡاَلۡبَابِ ﴿۲۱﴾ ع	اَفَمَنۡ	شَرَحَ اللّٰهُ	صَدۡرَهٗ لِلۡاِسۡلَامِ
خالص عقل والوں کے لئے	تو کیا وہ	کشادہ کیا اللہ نے	جس کا سینہ اسلام کے لئے

فَھُوَ عَلٰی نُوْرٍ	مِّنْ رَّبِّہٖ ؕ	فَوَیْلٌ 1602
پھر وہ ایک روشنی میں ہے	اپنے رب (کی طرف) سے (وہ سنگدلوں کے برابر ہو جائے گا)	تو تباہی ہے

لِّلْقٰسِیَۃِ قُلُوْبُھُمْ	مِّنْ ذِکْرِ اللّٰہِ ؕ	اُولٰٓئِکَ	فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۲۲﴾
(ان کی) جن کے دل سخت ہونے والے ہیں	اللہ کی یاد سے (ہٹ کر)	یہ لوگ	ایک کھلی گمراہی میں ہیں

اَللّٰہُ نَزَّلَ	اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ	کِتٰبًا	مُّتَشَابِھًا
اللہ نے بتدریج اتارا	کلام کے بہترین کو	جو ایک ایسی کتاب ہے	(جس کے اجزاء) باہم ملتے جلتے ہیں
مَّثَانِیَ ۖ	تَقْشَعِرُّ مِنْہُ	جُلُوْدُ الَّذِیْنَ	یَخْشَوْنَ رَبَّھُمْ ۚ
(جس کے مضامین) دہرائے گئے ہیں	لرز اٹھتی ہیں اس سے	اس کی کھالیں جو	ڈرتے ہیں اپنے رب سے
ثُمَّ تَلِیْنُ	جُلُوْدُھُمْ	وَقُلُوْبُھُمْ	اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ ؕ
پھر نرم پڑتی ہیں	ان کی کھالیں	اور ان کے دل	اللہ کی یاد کی طرف
ذٰلِکَ	ھُدَی اللّٰہِ	یَھْدِیْ بِہٖ	مَنْ یَّشَآءُ ؕ
یہ (بہترین کلام)	اللہ کی ہدایت ہے	وہ ہدایت دیتا ہے اس کے ذریعہ	اسے جس کو وہ چاہتا ہے

وَمَنْ یُّضْلِلِ اللّٰہُ	فَمَا لَہٗ	مِنْ ھَادٍ ﴿۲۳﴾
اور جس کو بھٹکا دے اللہ	تو نہیں ہے اس کے لئے	کوئی بھی رہنمائی کرنے والا

نوٹ۔1

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے شرح صدر کا مطلب پوچھا تو آپؐ نے فرمایا کہ جب نور ایمان انسان کے قلب میں داخل ہوتا ہے تو اس کا قلب وسیع ہو جاتا ہے (جس سے احکامِ الٰہیہ کو سمجھنا اور عمل کرنا آسان ہو جاتا ہے) ہم نے عرض کیا کہ اس کی علامت کیا ہے، تو آپؐ نے فرمایا ہمیشہ رہنے والے گھر کی طرف راغب ہونا اور دھوکے کے گھر یعنی دنیا (کے لذائذ اور زینت) سے دور رہنا اور موت کے آنے سے پہلے اس کی تیاری کرنا۔ (معارف القرآن)

آیت نمبر 24 تا 31

ش ک س

(س) شَکِسًا بدمزاج ہونا۔

(تفاعل) تَشَاکُسًا ایک دوسرے کی مخالفت کرنا۔

مُتَشَاکِسٌ اسم الفاعل ہے۔ باہم مخالفت کرنے والا۔ زیر مطالعہ آیت۔۲۹۔

ترجمہ:

اَفَمَنْ	یَّتَّقِیْ	بِوَجْھِہٖ	سُوْٓءَ الْعَذَابِ	یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ؕ	وَقِیْلَ
تو کیا وہ جو	روکتا ہے	اپنے چہرے سے	عذاب کی برائی کو	قیامت کے دن	اور کہا جائے گا

لِلظّٰلِمِيْنَ	ذُوْقُوْا	مَا	كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿٢٤﴾	كَذَّبَ الَّذِيْنَ	مِنْ قَبْلِهِمْ
ظالموں سے	تم لوگ چکھو	اس کو جو	تم کمائی کرتے تھے	جھٹلایا انہوں نے جو	ان سے پہلے تھے

فَاَتٰىهُمُ	الْعَذَابُ	مِنْ حَيْثُ	لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿٢٥﴾	فَاَذَاقَهُمُ اللّٰهُ
تو پہنچا ان کے پاس	عذاب	جہاں سے	ان کو شعور (بھی) نہیں تھا	پھر چکھائی ان کو اللہ نے
الْخِزْيَ	فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ	وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ	اَكْبَرُ ۘ	لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿٢٦﴾
رسوائی	دنیوی زندگی میں	اور یقیناً آخرت کا عذاب	سب سے بڑا ہے	کاش یہ لوگ جانتے ہوتے

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ	فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ	مِنْ كُلِّ مَثَلٍ	لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿٢٧﴾ ۚ
اور بیشک ہم نے بیان کیا ہے لوگوں کے لیے	اس قرآن میں	ہر ایک مثال ہے	شاید کہ یہ لوگ نصیحت پکڑیں

قُرْاٰنًا	عَرَبِيًّا	غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ	لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿٢٨﴾	ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا
(ہم نے اتارا) ایک ایسا قرآن	جو عربی (زبان) والا ہے	جو پیچیدگی والا نہیں ہے	شاید کہ یہ لوگ تقویٰ اختیار کریں	بیان کی اللہ نے مثال

رَّجُلًا	فِيْهِ	شُرَكَآءُ مُتَشٰكِسُوْنَ	وَرَجُلًا	سَلَمًا	لِّرَجُلٍ ؕ
ایک ایسے مرد کی	جس میں (شریک ہیں)	باہم مخالفت کرنے والے کچھ شرکاء	اور ایک ایسے مرد کی	جو پورا کا پورا ہے	ایک مرد کے لئے

هَلْ يَسْتَوِيٰنِ	مَثَلًا ؕ	اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۚ	بَلْ اَكْثَرُهُمْ	لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٢٩﴾
کیا یہ دونوں برابر ہیں	بلحاظ مثال کے	(حجت تمام ہوئی) اللہ کا شکر ہے	بلکہ ان کے اکثر	جانتے نہیں ہیں

اِنَّكَ مَيِّتٌ	وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ﴿٣٠﴾	ثُمَّ اِنَّكُمْ	يَوْمَ الْقِيٰمَةِ	عِنْدَ رَبِّكُمْ	تَخْتَصِمُوْنَ ﴿٣١﴾ ع
بیشک آپؐ مردہ ہوں گے	اور بیشک یہ لوگ (بھی) مردہ ہوں گے	پھر یقیناً تم لوگ	قیامت کے دن	اپنے رب کے پاس	جھگڑو گے

نوٹ۔1

کسی چوٹ یا مار کو آدمی اپنے منہ پر اس وقت لیتا ہے جب وہ بالکل بے بس ہو۔ ورنہ جب تک وہ مدافعت پر کچھ بھی قادر ہوتا ہے، وہ اپنے جسم کے ہر حصے پر چوٹ کھاتا رہتا ہے مگر منہ پر مار نہیں پڑنے دیتا۔ اس لئے آیت۔ ۲۴۔ میں اس شخص کی انتہائی بے بسی کی تصویر یہ کہہ کر کھینچ دی گئی کہ وہ سخت مار اپنے منہ پر لے گا۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ۔2

’’ضرب مثل‘‘ کے معنی حکمت و موعظت کی باتیں تمثیل کے اسلوب میں پیش کرنا ہے۔ تمثیل کا اسلوب حقائق کی تعلیم و تفہیم کے لئے سب سے زیادہ موثر ہوتا ہے، بالخصوص ان حقائق کی تعلیم کے لئے جن کا تعلق ایک نادیدہ عالم سے ہو۔ اس وجہ سے انبیاء علیہم السلام اس صنف کلام سے بہت زیادہ کام لیتے ہیں۔ تورات، انجیل، زبور، سب امثال سے معمور ہیں۔ اور حضرت سلیمانؑ کے صحیفہ حکمت کا تو نام ہی امثال ہے۔ (تدبر قرآن)

نوٹ۔3

آیت۔ ۲۹۔ کی مثال میں اللہ تعالیٰ نے شرک اور توحید کے فرق اور انسان کی زندگی پر دونوں کے اثرات کو اس طرح کھول کر بیان فرما دیا کہ اس سے زیادہ مختصر الفاظ میں اتنا بڑا مضمون اتنے موثر طریقے سے سمجھا دینا ممکن نہیں ہے۔ یہ بات ہر آدمی تسلیم کرے گا کہ جس شخص کے بہت سے آقا ہوں اور ہر ایک اس کو اپنی طرف کھینچ رہا ہو اور وہ مالک بھی بدمزاج ہوں کہ جس کے حکم کی تعمیل میں کوئی

کسر رہ جائے وہ سزا دینے پر تل جائے، ایسے شخص کی زندگی لامحالہ سخت عذاب میں ہوگی۔اس کے برعکس وہ شخص بڑے آرام سے رہے گا جو بس ایک ہی آقا کا غلام ہو اور کسی دوسرے کی خدمت و رضا جوئی اسے نہ کرنی پڑے۔یہ ایسی سیدھی سی بات ہے جسے سمجھنے کے لئے کسی بڑے غور و فکر کی ضرورت نہیں ہے۔اس کے بعد کسی شخص کے لئے یہ سمجھنا مشکل نہیں رہتا کہ انسان کے لئے جو امن و اطمینان ایک خدا کی بندگی میں ہے وہ بہت سے خداؤں کی بندگی میں اسے کبھی بھی میسر نہیں آسکتا۔(تفہیم القرآن)

وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

نوٹ۔4

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ یہاں (آیت۔۳۱) لفظ اِنَّكُمْ میں مومن و کافر اور مسلمان و مظلوم سب داخل ہیں۔یہ سب اپنے اپنے مقدمات اپنے رب کی عدالت میں پیش کریں گے اور اللہ تعالیٰ ظالم سے مظلوم کا حق دلوائیں گے، وہ کافر ہو یا مومن۔اور اس ادائیگی حقوق کی صورت یہ ہوگی کہ اگر ظالم کے پاس کچھ اعمال صالحہ ہیں تو بمقدار ظلم یہ اعمال اس سے لے کر مظلوم کو دے دیئے جائیں گے اور اگر اس کے پاس حسنات نہیں ہیں تو مظلوم کے گناہوں کو اس سے لے کر ظالم پر ڈال دیا جائے گا۔رسول اللہ نے فرمایا کہ سب سے پہلے جو مقدمہ اللہ تعالیٰ کی عدالت میں پیش ہوگا وہ مرد اور اس کی بیوی کا ہوگا۔اور بخدا کہ وہاں زبان نہیں بولے گی بلکہ عورت کے ہاتھ پاؤں گواہی دیں گے کہ وہ اپنے شوہر پر کیا کیا عیب لگایا کرتی تھی اور اسی طرح مرد کے ہاتھ پاؤں گواہی دیں گے کہ وہ کس طرح اپنی بیوی کو تکلیف و ایذا پہنچایا کرتا تھا۔اس کے بعد ہر آدمی کے سامنے اس کو نوکر چاکر لائے جائیں گے۔ان کی شکایات کا فیصلہ کیا جائے گا۔پھر عام بازار کے لوگ جن سے اس کے معاملات رہے تھے، وہ پیش ہوں گے اگر اس نے ان میں سے کسی پر ظلم کیا ہے تو اس کا حق دلوایا جائے گا۔

تفسیر مظہری میں ہے کہ مظلوموں کے حقوق میں ظالم کے اعمال دینے کا جو ذکر آیا ہے، اس سے مراد ایمان کے علاوہ دوسرے اعمال ہیں۔کیونکہ جتنے مظالم ہیں وہ سب عملی گناہ ہیں، کفر نہیں ہیں اور عملی گناہوں کی سزا محدود ہوگی۔جبکہ ایمان ایک غیر محدود عمل ہے۔اس کی جزا بھی غیر محدود یعنی ہمیشہ جنت میں رہنا ہے۔اس کا حاصل یہ ہے کہ جب ظالم کے اعمال صالحہ مظلوموں کو دے کر ختم ہو جائیں گے، صرف ایمان رہ جائے گا تو ایمان اس سے سلب نہیں کیا جائے گا بلکہ مظلوموں کے گناہ اس پر ڈال کر حقوق کی ادائیگی کی جائے گی، جس کے نتیجہ میں گناہوں کا عذاب بھگتنے کے بعد بالآخر وہ جنت میں داخل ہوگا اور پھر اس کا یہ حال دائمی ہوگا۔(معارف القرآن)

آیت نمبر 32 تا 37

ترجمہ:

فَمَنْ اَظْلَمُ	مِمَّنْ	كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ	وَكَذَّبَ	بِالصِّدْقِ	اِذْ جَآءَهٗ
تو کون زیادہ ظالم ہے	اس سے جس نے	جھوٹ کہا اللہ پر	اور اس نے جھٹلایا	سچائی کو	جب وہ آئی اس کے پاس

اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ	مَثْوًى	لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۲﴾	وَالَّذِيْ	جَآءَ بِالصِّدْقِ
کیا نہیں ہے جہنم میں	مستقل قیام گاہ	انکار کرنے والوں کے لئے	اور وہ جو	آیا سچائی کے ساتھ

وَصَدَّقَ بِهٖٓ	اُولٰٓئِكَ	هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴿۳۳﴾	لَهُمْ	مَّا	يَشَآءُوْنَ
اور اس نے تصدیق کی اس کی	وہ لوگ	ہی متقی ہیں	ان کے لئے ہے	وہ جو	وہ لوگ چاہیں گے

عِنۡدَ رَبِّهِمۡ ؕ	ذٰلِكَ	جَزٰٓؤُا الۡمُحۡسِنِيۡنَ ۚۖ ﴿۳۴﴾	لِيُكَفِّرَ اللّٰهُ عَنۡهُمۡ
اپنے رب کے پاس	یہ	خوب کاروں کی جزا ہے	تا کہ دور کردے اللہ ان سے

اَسۡوَاَ الَّذِىۡ	عَمِلُوۡا	وَيَجۡزِيَهُمۡ	اَجۡرَهُمۡ	بِاَحۡسَنِ الَّذِىۡ	كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ﴿۳۵﴾
اس کے برے سے برے کو جو	انہوں نے عمل کئے	اور وہ بدلے میں ان کو دے	ان کی اُجرت	اس کے بہترین سے جو	وہ لوگ عمل کرتے تھے

اَلَيۡسَ اللّٰهُ	بِكَافٍ	عَبۡدَهٗ ؕ	وَيُخَوِّفُوۡنَكَ	بِالَّذِيۡنَ مِنۡ دُوۡنِهٖ ؕ
کیا اللہ	کفایت کرنے والا نہیں ہے	اپنے بندے کی	اور یہ لوگ ڈراتے ہیں آپ کو	ان سے جو اس (اللہ) کے علاوہ ہیں

وَمَنۡ يُّضۡلِلِ اللّٰهُ	فَمَا لَهٗ	مِنۡ هَادٍ ۚ ﴿۳۶﴾	وَمَنۡ يَّهۡدِ اللّٰهُ
اور جس کو بھٹکا دے اللہ	تو نہیں ہے اس کے لئے	کوئی بھی رہنمائی کرنے والا	اور جس کو ہدایت دے اللہ

فَمَا لَهٗ	مِنۡ مُّضِلٍّ ؕ	اَلَيۡسَ اللّٰهُ	بِعَزِيۡزٍ	ذِى انۡتِقَامٍ ﴿۳۷﴾
تو نہیں ہے اس کے لیے	کوئی بھی بھٹکانے والا	کیا اللہ	بالا دست	بدلہ لینے والا نہیں ہے

نوٹ۔1

آیت۔۳۴۔ میں فِى الۡجَنَّةِ نہیں بلکہ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ کے الفاظ ارشاد ہوئے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ اپنے رب کے ہاں تو بندہ مرنے کے بعد
ہی پہنچ جاتا ہے۔ اس لئے آیت کا منشا یہ معلوم ہوتا ہے کہ جنت میں پہنچ کر ہی نہیں بلکہ مرنے کے وقت سے دخولِ جنت تک کے زمانے میں بھی مومن صالح کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا معاملہ یہی رہے گا۔ وہ عذاب برزخ سے، روزِ قیامت کی سختیوں سے، حساب کی سخت گیری سے، میدانِ حشر کی رسوائی سے، اپنی کوتاہیوں اور قصوروں پر مواخذہ سے لازماً بچنا چاہے گا اور اللہ تعالیٰ اس کی یہ ساری خواہشات پوری فرمائے گا۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر 38 تا 41

ترجمہ:

وَلَئِنۡ	سَاَلۡتَهُمۡ	مَّنۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ	لَيَقُوۡلُنَّ	اللّٰهُ ؕ
اور بیشک اگر	آپ پوچھیں گے ان سے	کس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو	تو وہ لازماً کہیں گے	اللہ نے

قُلۡ	اَفَرَءَيۡتُمۡ	مَّا	تَدۡعُوۡنَ	مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ	اِنۡ اَرَادَنِىَ
آپ کہیے	تو کیا تم لوگوں نے غور کیا	ان چیزوں پر جن کو	تم لوگ پکارتے ہو	اللہ کے علاوہ (کہ)	اگر ارادہ کرے میرے لئے

اللّٰهُ	بِضُرٍّ	هَلۡ هُنَّ	كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖۤ
اللہ	کسی تکلیف کا	تو کیا وہ سب (چیزیں)	اس کی (ڈالی ہوئی) تکلیف کو کھولنے والی ہیں

اَوۡ اَرَادَنِىۡ بِرَحۡمَةٍ	هَلۡ هُنَّ	مُمۡسِكٰتُ رَحۡمَتِهٖ ؕ	قُلۡ
یا وہ ارادہ کرے میرے لئے کسی رحمت کا	کیا وہ سب	اس کی رحمت کو روکنے والی ہیں	آپ کہیے

حَسۡبِىَ اللّٰهُ ؕ	عَلَيۡهِ يَتَوَكَّلُ	الۡمُتَوَكِّلُوۡنَ ﴿۳۸﴾	قُلۡ	يٰقَوۡمِ اعۡمَلُوۡا
کافی ہے مجھ کو اللہ	اس پر ہی بھروسہ کرتے ہیں	بھروسہ کرنے والے	آپ کہیے	اے میری قوم تم لوگ عمل کرو

عَلٰى مَكَانَتِكُمْ	اِنِّیْ عَامِلٌ ۚ	فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ﴿۳۹﴾	مَنْ	یَّاْتِیْهِ
اپنی جگہ پر	بیشک میں عمل کرنے والا ہوں	تو عنقریب تم لوگ جان لوگے	اس کو	پہنچے گا جس کے پاس
عَذَابٌ	یُّخْزِیْهِ	وَیَحِلُّ عَلَیْهِ	عَذَابٌ مُّقِیْمٌ ﴿۴۰﴾	اِنَّآ اَنْزَلْنَا
ایک ایسا عذاب جو	رسوا کرے گا اس کو	اور اترے گا اس پر	ایک ٹھہرنے والا عذاب	بیشک ہم نے اتارا
عَلَیْكَ الْكِتٰبَ	لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ ۚ	فَمَنِ اهْتَدٰى	فَلِنَفْسِهٖ ۚ	وَمَنْ ضَلَّ
آپؐ پر اس کتاب کو	لوگوں کے لئے حق کے ساتھ	پس جس نے ہدایت پائی	تو (اس نے ہدایت پائی) اپنے لئے	اور جو بھٹکا
فَاِنَّمَا	یَضِلُّ	عَلَیْهَا ۚ	وَمَآ اَنْتَ عَلَیْهِمْ	بِوَكِیْلٍ ﴿۴۱﴾ ع
تو کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	وہ بھٹکتا ہے	اپنے آپ پر	اور آپؐ ان پر	کوئی نگران نہیں ہیں

نوٹ۔1

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص چاہتا ہو کہ سب انسانوں سے زیادہ طاقتور ہو جائے، اسے چاہیے کہ اللہ پر توکل کرے۔ اور جو شخص چاہتا ہو کہ سب سے بڑھ کر غنی ہو جائے اسے چاہیے کہ جو کچھ اللہ کے پاس ہے اس پر زیادہ بھروسہ رکھے۔ بہ نسبت اس چیز کے جو اس کے اپنے ہاتھ میں ہے اور جو شخص چاہتا ہو کہ سب سے زیادہ عزت والا ہو جائے، اسے چاہیے کہ اللہ عزوجل سے ڈرے۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر 42 تا 48

ش م ء ز

(اِفْعِلَّالًا) اِشْمِئْزَازًا کراہیت سے چہرہ کا سکڑ جانا۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۴۵۔

ترجمہ:

اَللّٰهُ یَتَوَفَّى	الْاَنْفُسَ	حِیْنَ مَوْتِهَا	وَالَّتِیْ	لَمْ تَمُتْ
اللہ پورا پورا لے لیتا ہے	جانوں کو	ان کی موت کے وقت	اور اس کو (بھی) جو	نہیں مری
فِیْ مَنَامِهَا ۚ	فَیُمْسِكُ الَّتِیْ	قَضٰى عَلَیْهَا	الْمَوْتَ	وَیُرْسِلُ
اس کے سونے کے وقت میں	پھر وہ تھام لیتا ہے اس کو	فیصلہ ہوا جس پر	موت کا	اور وہ بھیج دیتا ہے

الْاُخْرٰى	اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ	اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ	لِّقَوْمٍ
دوسری کو	ایک مقررہ مدت کی طرف	بیشک اس میں یقیناً نشانیاں ہیں	ایسی قوم کے لئے جو
یَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۴۲﴾	اَمِ اتَّخَذُوْا	مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ	شُفَعَآءَ ۭ
غور و فکر کرتے ہیں	یا ان لوگوں نے بنائے	اللہ کے علاوہ	کچھ سفارش کرنے والے

قُلْ	اَوَلَوْ كَانُوْا	لَا یَمْلِكُوْنَ	شَیْـًٔا	وَّلَا یَعْقِلُوْنَ ﴿۴۳﴾
آپؐ کہیے	کیا اگر وہ لوگ ہوں (کہ)	اختیار نہ رکھتے ہوں	کسی چیز کا	اور نہ عقل استعمال کرتے ہوں

قُلْ لِّلّٰهِ	الشَّفَاعَةُ	جَمِيْعًا ؕ	لَهٗ	مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ
آپؐ کہیے اللہ ہی کی ہے	کل سفارش	ساری کی ساری	اس کی ہے	زمین اور آسمانوں کی بادشاہت

ثُمَّ اِلَيْهِ	تُرْجَعُوْنَ ﴿۴۴﴾	وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ	وَحْدَهُ
پھر اس کی طرف ہی	تم لوگ لوٹائے جاؤ گے	اور جب ذکر کیا جاتا ہے اللہ کا	اس کے واحد ہوتے ہوئے
اشْمَاَزَّتْ	قُلُوْبُ الَّذِيْنَ	لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ۚ	وَاِذَا ذُكِرَ
تو سکڑ جاتے ہیں	ان کے دل جو	ایمان نہیں رکھتے آخرت پر	اور جب ذکر کیا جاتا ہے

الَّذِيْنَ	مِنْ دُوْنِهٖ	اِذَا هُمْ	يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۴۵﴾	قُلِ	اللّٰهُمَّ
ان لوگوں کا جو	اس کے علاوہ ہیں	جب ہی وہ لوگ	خوشیاں مناتے ہیں	آپؐ کہیے	اے اللہ

فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ	عٰلِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ	اَنْتَ تَحْكُمُ
اے زمین اور آسمانوں کو وجود بخشنے والے	اے شہادہ اور غیب کے جاننے والے	تو ہی فیصلہ کرے گا

بَيْنَ عِبَادِكَ	فِيْ مَا	كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۴۶﴾	وَلَوْ اَنَّ
اپنے بندوں کے درمیان	اس میں	یہ لوگ اختلاف کرتے تھے جس میں	اور اگر (ہوتا) کہ

لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا	مَا فِي الْاَرْضِ	جَمِيْعًا	وَّمِثْلَهٗ	مَعَهٗ
ان کے لئے جنہوں نے ظلم کیا	وہ جو زمین میں ہے	کل کا کل	اور اس کے جیسا	اس کے ساتھ
لَافْتَدَوْا	بِهٖ	مِنْ سُوْٓءِ الْعَذَابِ	يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ	وَبَدَا لَهُمْ
تو وہ لوگ ضرور خود کو چھڑاتے	اس کے بدلے	عذاب کی برائی سے	قیامت کے دن	اور ظاہر ہوا ان کے لئے

مِّنَ اللّٰهِ	مَا	لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ ﴿۴۷﴾	وَبَدَا لَهُمْ
اللہ (کی طرف) سے	وہ جو	وہ لوگ گمان (تک) نہیں کرتے تھے	اور ظاہر ہوئیں ان کے لئے

سَيِّاٰتُ مَا	كَسَبُوْا	وَحَاقَ بِهِمْ	مَّا	كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۴۸﴾
اس کی برائیاں جو	انہوں نے کمائی کی	اور گھیرے میں لے لیا ان کو	اس نے	جو وہ لوگ مذاق اڑایا کرتے تھے

نوٹ۔1

قبض روح کے معنی اس کا تعلق بدن انسانی سے قطع کر دینے کے ہیں۔ کبھی یہ ظاہراً و باطناً بالکل منقطع کر دیا جاتا ہے۔ اسی کا نام موت ہے اور کبھی صرف ظاہراً منقطع کیا جاتا ہے اور باطناً باقی رہتا ہے، جس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ حس اور حرکت ارادی، جو ظاہری علامت زندگی ہے، وہ منقطع کر دی جاتی ہے اور باطناً تعلق روح کا جسم کے ساتھ باقی رہتا ہے جس سے وہ سانس لیتا ہے اور زندہ رہتا ہے۔ موت اور نیند کا یہ فرق حضرت علیؓ کے قول کے مطابق ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ سونے کے وقت انسان کی روح اس کے

بدن سے نکل جاتی ہے مگر ایک شعاع روح کی بدن میں رہتی ہے۔ جس سے وہ زندہ رہتا ہے اور فرمایا کہ نیند کی حالت میں جو روح انسان کے بدن سے نکلتی تو بیداری کے وقت آنکھ جھپکنے سے بھی کم وقت میں بدن میں واپس آجاتی ہے۔ (معارف القرآن)

اس میں غور کرنے والوں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں۔ مثلاً یہ کہ جس طرح خلق اور تدبیر تمام تر اللہ ہی کے اختیار میں ہے، اسی طرح زندگی اور موت بھی تمام تر اسی کے اختیار میں ہے اور یہ کہ مرنے کے بعد دوبارہ اٹھایا جانا کوئی دور دراز والی بات نہیں ہے۔ اس دنیا میں ہر روز موت اور موت کے بعد اٹھنے کا ریہرسل ہر شخص کے ساتھ ہو رہا ہے۔ بشرطیکہ آدمی اس کو دیکھنے کے لئے دیدہ بینا رکھتا ہو۔ (تدبر قرآن)

نوٹ۔2

آیت۔۴۵۔ میں جو بات کہی گئی ہے وہ قریب قریب ساری دنیا کے مشرکانہ ذوق رکھنے والے لوگوں میں مشترک ہے، حتیٰ کہ مسلمانوں میں بھی جن بدقسمتوں کو یہ بیماری لگ گئی ہے وہ بھی اس عیب سے خالی نہیں ہیں۔ زبان سے کہتے ہیں کہ ہم اللہ کو مانتے ہیں لیکن حالت یہ ہے کہ اکیلے اللہ کا ذکر کیجئے تو چہرے بگڑنے لگتے ہیں۔ کہتے ہیں ضرور یہ شخص بزرگوں اور اولیاء کو نہیں مانتا جبھی تو بس اللہ ہی اللہ کی باتیں کئے جاتا ہے۔ اور اگر دوسروں کا ذکر کیا جائے تو ان کے دلوں کی کلی کھل اٹھتی ہے۔ اس طرز عمل سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ان کو اصل میں دلچسپی اور محبت کس سے ہے۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر ۴۹ تا ۵۴

ترجمہ:

فَاِذَا مَسَّ	الْاِنْسَانَ ضُرٌّ	دَعَانَا ۡ	ثُمَّ اِذَا خَوَّلْنٰهُ
پھر جب کبھی چھوتی ہے	انسان کو کوئی تکلیف	تو وہ پکارتا ہے ہم کو	پھر جب ہم عطا کرتے ہیں اس کو

نِعْمَةً مِّنَّا ۙ	قَالَ	اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ	عَلٰي عِلْمٍ ۭ	بَلْ هِىَ فِتْنَةٌ
کوئی نعمت اپنے پاس سے	تو وہ کہتا ہے	مجھے تو بس دی گئی یہ (نعمت)	ایک علم (کی بنا) پر	بلکہ (جبکہ) یہ ایک آزمائش ہے

وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ	لَا يَعْلَمُوْنَ ۴۹	قَدْ قَالَهَا	الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ
اور لیکن ان کے اکثر	جانتے ہیں	کہہ چکے یہ (بات)	وہ لوگ جو ان سے پہلے تھے

فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ	مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۵۰	فَاَصَابَهُمْ	سَيِّاٰتُ مَا	كَسَبُوْا ۭ
پھر کام نہ آیا ان کے	وہ جو لوگ کمائی کرتے تھے	تو آلگیں ان کو	اس کی برائیاں جو	انہوں نے کمائی کی
وَالَّذِيْنَ ظَلَمُوْا	مِنْ هٰٓؤُلَاۗءِ	سَيُصِيْبُهُمْ	سَيِّاٰتُ مَا	كَسَبُوْا ۙ
اور جنھوں نے ظلم کیا	ان لوگوں میں سے	آلگیں گی ان کو (بھی)	اس کی برائیاں جو	انہوں نے کمائی کی
وَمَا هُمْ	بِمُعْجِزِيْنَ ۵۱	اَوَلَمْ يَعْلَمُوْٓا	اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ	الرِّزْقَ
اور یہ لوگ	عاجز کرنے والے نہیں ہیں (ہم کو)	اور کیا انہوں نے جانا ہی نہیں	کہ اللہ کشادہ کرتا ہے	رزق کو

لِمَنْ يَّشَاۗءُ	وَيَقْدِرُ ۭ	اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ	لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۵۲ ۧ
اس کے لئے جس کے لئے وہ چاہتا ہے	اور اندازے سے دیتا ہے	بیشک اس میں یقیناً نشانیاں ہیں	ایسے لوگوں کے لئے جو ایمان لاتے ہیں

قُلْ	يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ	اَسْرَفُوْا	عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ	لَا تَقْنَطُوْا
آپؐ (میرا) پیغام دیں (کہ)	اے میرے وہ بندو جنھوں نے	زیادتی کی	اپنی جانوں پر	تم لوگ مایوس مت ہو

مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ط	اِنَّ اللّٰهَ	يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ	جَمِيْعًا ط	اِنَّهٗ [1602]
اللہ کی رحمت سے	بیشک اللہ	بخش دیتا ہے گناہوں کو	سب کو	بیشک وہ

هُوَ الْغَفُوْرُ	الرَّحِيْمُ ﴿۵۳﴾	وَاَنِيْبُوْٓا	اِلٰى رَبِّكُمْ
ہی بے انتہا بخشنے والا	ہمیشہ رحم کرنے والا ہے	اور تم لوگ رخ کرو	اپنے رب کی طرف
وَاَسْلِمُوْا لَهٗ	مِنْ قَبْلِ اَنْ	يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ	ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۵۴﴾
اور فرمانبرداری کرو اس کی	اس سے پہلے کہ	پہنچے تمہارے پاس عذاب	پھر تمہاری مدد نہ کی جائے

نوٹ۔1

آیت۔ ۵۳۔ میں خطاب تمام انسانوں سے ہے۔ جیسا کہ ابن کثیرؒ نے لکھا ہے کہ عام انسانوں کو مخاطب کر کے یہ بات ارشاد فرمانے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ توبہ کے بغیر سارے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ بلکہ بعد والی آیت میں اللہ تعالیٰ نے خود ہی وضاحت فرما دی ہے کہ گناہوں کی معافی کی صورت بندگی واطاعت کی طرف پلٹ آنا اور اللہ کے نازل کیے ہوئے پیغام کی پیروی کرنا ہے۔ (تفہیم القرآن) خلاصہ آیت کے مضمون کا یہ ہوا کہ مرنے سے پہلے پہلے ہر بڑے بڑے گناہ، یہاں تک کہ کفروشرک سے بھی اگر کوئی توبہ کر لے تو سچی توبہ سے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ (معارف القرآن)

آیت نمبر 55 تا 63

ترجمہ:

وَاتَّبِعُوْٓا	اَحْسَنَ مَآ	اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ	مِّنْ رَّبِّكُمْ
اور تم لوگ پیروی کرو	اس کے بہترین کی جو	اتارا گیا تمہاری طرف	تمہارے رب کی طرف سے

مِّنْ قَبْلِ اَنْ	يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ	بَغْتَةً	وَّ	اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ﴿۵۵﴾	اَنْ
اس سے پہلے کہ	پہنچے تمہارے پاس عذاب	اچانک	اس حال میں کہ	تم لوگ شعور نہ رکھتے ہو	(قبل اس کے) کہ
تَقُوْلَ نَفْسٌ	يّٰحَسْرَتٰى	عَلٰى مَا	فَرَّطْتُّ	فِيْ جَنْۢبِ اللّٰهِ	وَاِنْ
کہے کوئی جان	ہائے میری حسرت	اس پر جو	میں نے کوتاہی کی	اللہ کی جناب میں	اور بیشک

كُنْتُ	لَمِنَ السّٰخِرِيْنَ ﴿۵۶﴾	اَوْ	تَقُوْلَ	لَوْ اَنَّ
میں	یقیناً مسخری کرنے والوں میں سے تھا	یا (اس سے پہلے کہ)	وہ (جان) کہے	اگر یہ کہ
اللّٰهَ هَدٰىنِيْ	لَكُنْتُ	مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۵۷﴾	اَوْ	تَقُوْلَ
اللہ ہدایت دیتا مجھ کو	تو میں ضرور ہوتا	تقویٰ اختیار کرنے والوں میں سے	یا (اس سے پہلے کہ)	وہ (جان) کہے

حِيْنَ تَرَى الْعَذَابَ	لَوْ اَنَّ	لِيْ كَرَّةً	فَاَكُوْنَ
جس وقت وہ دیکھے عذاب کو	کاش کہ	میرے لئے ایک اور باری ہوتی	نتیجۃً میں ہو جاتا

مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۸﴾	بَلٰى	قَدْ جَآءَتْكَ	اٰيٰتِيْ	فَكَذَّبْتَ بِهَا
نیکوکاروں میں سے	کیوں نہیں	آ چکیں تیرے پاس	میری نشانیاں	تو تو نے جھٹلایا ان کو

وَاسْتَکْبَرْتَ	وَکُنْتَ	مِنَ الْکٰفِرِیْنَ ۝۵۹	وَیَوْمَ الْقِیٰمَۃِ	تَرَی الَّذِیْنَ 1602
اور تو نے گھمنڈ کیا	اور تو تھا ہی	ناشکری کرنے والوں میں سے	اور قیامت کے دن	آپؐ دیکھیں گے ان کو جنہوں نے

کَذَبُوْا عَلَی اللّٰہِ	وُجُوْھُھُمْ مُّسْوَدَّۃٌ ط	اَلَیْسَ فِیْ جَھَنَّمَ		مَثْوًی
جھوٹ کہا اللہ پر (کہ)	ان کے چہرے سیاہ پڑنے والے ہیں	کیا جہنم میں نہیں ہے		مستقل قیام گاہ
لِّلْمُتَکَبِّرِیْنَ ۝۶۰	وَیُنَجِّی اللّٰہُ	الَّذِیْنَ	اتَّقَوْا	بِمَفَازَتِھِمْ
بڑا بننے والوں کے لئے	اور نجات دے گا اللہ	ان کو جنہوں نے	تقویٰ اختیار کیا	ان کی نجات کی جگہ میں

لَا یَمَسُّھُمُ	السُّوْٓءُ	وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝۶۱	اَللّٰہُ خَالِقُ
(جہاں) نہیں چھوئے گی ان کو	برائی	اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے	اللہ پیدا کرنے والا ہے
کُلِّ شَیْءٍ ز	وَّھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ	وَّکِیْلٌ ۝۶۲	لَہٗ
ہر چیز کا	اور وہ ہر چیز پر	نگران ہے	اس کے لئے ہی ہیں

مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط	وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا	بِاٰیٰتِ اللّٰہِ	اُولٰٓئِکَ	ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝۶۳ ع
زمین اور آسمانوں کی کنجیاں	اور جنہوں نے انکار کیا	اللہ کی نشانیوں کا	وہ لوگ	ہی خسارہ پانے والے ہیں

نوٹ۔1

کنجیوں کا کسی کے ہاتھ میں ہونا اس کے مالک و متصرف ہونے کی علامت ہے۔ اس لئے آیت۔۶۳۔ کی مراد یہ ہے کہ آسمانوں اور زمین میں نعمتوں کے جو خزانے چھپے ہوئے ہیں ان سب کی کنجیاں اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں۔ وہی ان کا محافظ ہے اور وہی متصرف ہے کہ جب چاہے، جس کو چاہے، جتنا چاہے دے دے اور جس کو چاہے نہ دے۔ بعض احادیث میں تیسرے کلمہ کو مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فرمایا ہے۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ جو شخص صبح و شام یہ کلمہ پڑھتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ آسمان و زمین کی نعمتیں عطا فرماتا ہے۔ محدثین نے ان احادیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔ فضائل اعمال میں ان کا اعتبار کیا جا سکتا ہے۔ (معارف القرآن)

آیت نمبر 64 تا 70

ترجمہ:

قُلْ	اَفَغَیْرَ اللّٰہِ	تَاْمُرُوْٓنِّیْٓ	اَعْبُدُ
آپؐ کہیے	تو کیا اللہ کے علاوہ کی	تم لوگ ترغیب دیتے ہو مجھ کو	(کہ) میں بندگی کروں

اَیُّھَا الْجٰھِلُوْنَ ۝۶۴	وَ	لَقَدْ اُوْحِیَ	اِلَیْکَ	وَاِلَی الَّذِیْنَ	مِنْ قَبْلِکَ ج
اے جاہلو	حالانکہ	یقیناً وحی کی جا چکی	آپؐ کی طرف	اور ان کی طرف جو	آپؐ سے پہلے تھے

لَئِنْ اَشْرَکْتَ	لَیَحْبَطَنَّ	عَمَلُکَ	وَلَتَکُوْنَنَّ	مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ۝۶۵
(کہ ہر امتی کو بتا دو کہ) یقیناً اگر تو نے شرک کیا	تو یقیناً اکارت جائے گا	تیرا عمل	اور تو لازماً ہو جائے گا	خسارہ پانے والوں میں سے

بَلِ اللّٰہَ	فَاعْبُدْ	وَکُنْ	مِّنَ الشّٰکِرِیْنَ ۝۶۶	وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ
بلکہ اللہ کی ہی	پس تو بندگی کر	اور تو ہو جا	شکر کرنے والوں میں سے	اور انہوں نے تعظم نہیں کی اللہ

حَقَّ قَدْرِهٖ	وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا	قَبْضَتُهٗ	يَوْمَ الْقِيٰمَةِ	1602 وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌ،
جیسا اس کی تعظیم کا حق ہے	اور زمین کل کی کل	اس کی ایک مٹھی میں ہوگی	قیامت کے دن	اور آسمان لپیٹے ہوئے ہونگے

بِيَمِيْنِهٖ ط	سُبْحٰنَهٗ	وَتَعٰلٰى	عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٦٧﴾	وَنُفِخَ	فِي الصُّوْرِ
اس کے داہنے ہاتھ میں	پاکیزگی اس کی ہے	اور وہ بلند ہوا	اس سے جو یہ لوگ شریک کرتے ہیں	اور پھونکا جائے گا	صور میں

فَصَعِقَ	مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ	وَمَنْ فِي الْاَرْضِ	اِلَّا مَنْ	شَآءَ اللّٰهُ ط
تو مرجائیں گے	وہ جو آسمانوں میں ہیں	اور وہ جو زمین میں ہیں	سوائے اس کے جس کو	چاہے گا اللہ

ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ	اُخْرٰى	فَاِذَا هُمْ	قِيَامٌ	يَّنْظُرُوْنَ ﴿٦٨﴾	وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ
پھر پھونکی جائے گی اس میں	دوسری (پھونک)	پھر جب ہی وہ لوگ	کھڑے ہوں گے	دیکھتے ہوئے	اور جگمگا اٹھے گی زمین

بِنُوْرِ رَبِّهَا	وَوُضِعَ الْكِتٰبُ	وَجِايْٓءَ	بِالنَّبِيّٖنَ وَالشُّهَدَآءِ
اپنے رب کے نور سے	اور رکھا جائے گا لکھا ہوا (ریکارڈ)	اور لائے جائیں گے	انبیاء کرام اور گواہ

وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ	بِالْحَقِّ	وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿٦٩﴾	وَوُفِّيَتْ
اور فیصلہ کیا جائے گا ان لوگوں کے درمیان	حق کے ساتھ	اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا	اور پورا پورا دیا جائے گا

كُلُّ نَفْسٍ	مَّا عَمِلَتْ	وَهُوَ اَعْلَمُ	بِمَا يَفْعَلُوْنَ ﴿٧٠﴾ ع
ہر ایک جان کو	وہ جو اس نے عمل کیا	اور وہ خوب جاننے والا ہے	اس کو جو یہ لوگ کرتے ہیں

نوٹ۔1

جاہل اس کو کہتے ہیں جو علم و عقل کے بجائے جذبات اور خواہشات کی پیروی کرتا ہے۔ فرمایا کہ ان جاہلوں سے پوچھو کہ تمام دلائل و شواہد تو اس بات کے حق میں ہیں کہ ہر چیز کا خالق اللہ ہے اور اسی کے قبضہ میں تمام آسمانوں اور زمین کی کنجیاں ہیں، تو کیا پھر تم لوگ مجھ سے اس بات کی ضد کرتے رہو گے کہ میں اللہ کے سوا دوسروں کی عبادت کروں۔ (تدبر قرآن)

نوٹ۔2

آیت۔۶۸۔ میں دو مرتبہ صور پھونکنے کا ذکر ہے۔ سورہ نمل آیت۔۸۷۔ میں ان دونوں سے پہلے ایک صور پھونکنے کا ذکر آیا ہے جسے سن کو زمین و آسمان کی ساری مخلوق دہشت زدہ ہو جائے گی، اسی بنا پر احادیث میں تین مرتبہ صور پھونکنے کا ذکر کیا گیا۔ ایک نُفْخَةُ الْفَزَعِ یعنی گھبرا دینے والا صور، دوسرے نفخة الصَّعِق یعنی مار گرانے والا صور اور تیسرا نُفْخَةُ الْقِيَامِ۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر 71 تا 75

ز م ر

(ن) زَمْرًا — بانسری بجانا۔ بات پھیلانا

زُمْرَةٌ — ج زُمَرٌ۔ جماعت۔ گروہ۔ زیر مطالعہ آیت۔۷۱۔

ترجمہ:

وَسِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا	اِلٰى جَهَنَّمَ	زُمَرًا ط	حَتّٰٓى اِذَا	جَآءُوْهَا
اور ہانکے جائیں گے وہ لوگ جنہوں نے انکار کیا	جہنم کی طرف	گروہ در گروہ	یہاں تک کہ جب	وہ لوگ آئیں گے اس کے پاس

فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا	وَقَالَ لَهُمْ	خَزَنَتُهَآ	اَلَمْ يَاْتِكُمْ	رُسُلٌ مِّنْكُمْ
تو کھولے جائیں گے اس کے دروازے	اور کہیں گے ان سے	اس کے داروغے	کیا نہیں پہنچے تمہارے پاس	کچھ رسول تم میں سے

يَتْلُوْنَ عَلَيْكُمْ	اٰيٰتِ رَبِّكُمْ	وَيُنْذِرُوْنَكُمْ	لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ؕ
پڑھ کرسناتے ہوئے تم کو	تمہارے رب کی آیات	اور خبردار کرتے ہوئے تم کو	تمہارے اس دن کی ملاقات سے

قَالُوْا بَلٰى	وَلٰكِنْ حَقَّتْ	كَلِمَةُ الْعَذَابِ	عَلَى الْكٰفِرِيْنَ (٧١)	قِيْلَ ادْخُلُوْٓا
وہ لوگ کہیں گے کیوں نہیں	اور لیکن ثابت ہوا	عذاب کا فرمان	انکار کرنے والوں پر	کہا جائے گا تم لوگ داخل ہو

اَبْوَابَ جَهَنَّمَ	خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ	فَبِئْسَ	مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ (٧٢)
جہنم کے دروازوں میں (سے)	ہمیشہ رہنے والے ہوتے ہوئے اس میں	تو کتنی بری ہے	بڑا بننے والوں کی مستقل قیام گاہ

وَسِيْقَ الَّذِيْنَ	اتَّقَوْا رَبَّهُمْ	اِلَى الْجَنَّةِ	زُمَرًا ؕ	حَتّٰٓى اِذَا
اور لے جائے جائیں گے وہ لوگ جنہوں نے	تقویٰ اختیار کیا اپنے رب کا	جنت کی طرف	گروہ در گروہ	یہاں تک کہ جب

جَآءُوْهَا	وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا	وَقَالَ لَهُمْ	خَزَنَتُهَا	سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ
وہ لوگ آئیں گے اس کے پاس	اور کھولے جائیں گے اس کے دروازے	اور کہیں گے ان سے	اس کے داروغے	سلامتی ہے تم لوگوں پر

طِبْتُمْ	فَادْخُلُوْهَا	خٰلِدِيْنَ (٧٣)	وَقَالُوا	الْحَمْدُ
تم لوگ پاکیزہ ہوئے	پس داخل ہو اس میں	ہمیشہ رہنے والے ہوتے ہوئے	اور وہ لوگ کہیں گے	تمام شکر و سپاس

لِلّٰهِ الَّذِيْ	صَدَقَنَا	وَعْدَهٗ	وَاَوْرَثَنَا	الْاَرْضَ	نَتَبَوَّاُ
اس اللہ کے لئے ہے جس نے	سچ کیا ہم سے	اپنے وعدہ کو	اور اس نے وارث بنایا ہم کو	اس سرزمین کا	ہم اقامت اختیار کرتے ہیں

مِنَ الْجَنَّةِ	حَيْثُ نَشَآءُ ۚ	فَنِعْمَ	اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ (٧٤)	وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ
اس جنت میں سے	جہاں ہم چاہیں	تو کیا خوب ہے	عمل کرنے والوں کا اجر	اور آپ دیکھیں گے فرشتوں کو

حَآفِّيْنَ	مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ	يُسَبِّحُوْنَ	بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۚ	وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ
پرے باندھنے والے ہوتے ہوئے	عرش کے اردگرد سے	تسبیح کرتے ہوئے	اپنے رب کی حمد کے ساتھ	اور فیصلہ کیا جائے گا ان کے درمیان

بِالْحَقِّ	وَقِيْلَ	الْحَمْدُ	لِلّٰهِ	رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (٧٥) ع
حق کے ساتھ	اور کہا جائے گا	تمام شکر و سپاس	اللہ کے لئے ہے	جو تمام جہانوں کا رب ہے